



ماہنامہ محدث لاہور

شمار نمبر: ۴۴، ۴۳۔۔۔۔۔ جلد نمبر ۵۔۔۔۔۔ شماره نمبر ۸، ۷۔۔۔۔۔ جولائی، اگست ۱۹۷۵ء۔۔۔۔۔ رجب، شعبان ۱۳۹۵ھ

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارف

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمن مدنی مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے۔ جس کا نام محدث

تھا کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین و دانشور

حافظ عبدالرحمن مدنی نے اس کا اجرا کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے، واللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحب علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور
محدثانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰ روپے زیر سالانہ: ۲۰۰ روپے بیرون ملک: ۲۰ ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰ روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔

ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۷۴۰۰۰۔ فون نمبر: ۳۵۸۶۶۳۹ / ۳۵۸۶۶۳۹ - ۰۴۲

موبائل: ۳۶۰۰۸۶۱ - ۰۳۰۵

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com



اجرائے محدث کے مقاصد

عناد اور تعصب قوم کیلئے زہرِ بلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصبات سے بالاترہ کرافہام و تفہیم امت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دُقیانوسِ بتانا امت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانازندگی سے فرار ہے!

لیکن جدوہودین سیاست سے تورہ جاتی ہے چنگیزی۔

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محنت لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فہرست

- روزہ 2
- کہتے ہیں مسلم بنگال میں انقلاب آگیا ہے ہوگا؟ 3
- سورہ بقرہ 7
- اپنی قبر کے لیے پاک جگہ کی تمنا خانقاہ کے نام وقف 21
- ماہ رمضان تزکیہ و طہارت کا مہینہ 25
- عہدِ نبویؐ میں حافظانِ قرآن اور اس کی حفاظت 30
- خلقِ محمد ﷺ 40
- نعتِ رسول مقبول ﷺ 49
- تعارف و تبصرہ کتب 50

روزہ

اخلاق کے ایوان کی تعمیر ہے روزہ اور قصرِ خرافات کی تدبیر ہے روزہ
جس میں یہ ریا ہے، نہ کوئی مکر، نہ دھوکہ اس حسنِ عبادت کی یہ تصویر ہے روزہ
شیطان تو انسان کا دشمن ہے پرانا شیطان کے لیے قید ہے زنجیر ہے روزہ
وہ روح کا ہو، یا کہ مرض ہو وہ جسد کا ہر ایک کے مرض کے لیے اکسیر ہے روزہ
جو دل کہ مچلتا ہے گناہوں پہ ہمیشہ اس دل کے لیے باعثِ تسخیر ہے روزہ
روزہ سے ضیاء ملتی ہے قلب اور نظر کو مومن کے لیے چشمہِ تنویر ہے روزہ
کافی ہے یہ روزہ کے فضائل کی ضمانت قرآن و احادیث میں تحریر ہے روزہ

جس نفس کی اصلاح کا امکان نہ ہو عاجز

اس نفس کی اصلاح کی تدبیر ہے روزہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بسم الله الرحمن الرحيم

کہتے ہیں مسلم بنگال میں انقلاب آگیا ہے..... ہوگا؟

۱۲ اور ۱۵ اگست کی درمیانی شب کو تقریباً سب کے بنگالی میر جعفر اور غدار قوم شیخ مجیب کی حکومت کا تختہ الٹ کر فوج نے اس کو تختہ دار پر لٹکا دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے پورے خاندان میں ایک بچے کے سوا اور کوئی نہیں بچ سکا۔

مسلم بنگال خوش ہے کہ بنیا کے ایک غلام سے چھٹکارا نصیب ہوا، مزدور مسرور ہے کہ روٹی کے سبز باغ دکھانے والے جھوٹے مجیب سے خلاصی ہوئی، خدا پرستوں نے چین کا سانس لیا ہے کہ ایک بے خدا شخص کے اس منحوس دور سے نجات ملی جس میں صدایہ سماں طاری رہتا تھا۔

رقیبوں نے ریٹ لکھوائی ہے جا کر کے تھانے میں

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

وحدت ملت کے حامیوں کی بر آئی کہ ملت اسلامیہ کی وحدت کا راہ کا ایک سنگ گراں دفع ہوا۔ مسلم بنگال کی دھرتی کی بھی خدا نے سن لی، جس کے سینہ پر برسوں سے وہ سب کچھ ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا جسے لوگ سیلاب کہتے ہیں، وہ دراصل اس دکھیااری سر زمین کے درد بھرے نیر اور آنسو تھے۔ جنہیں بہت کم سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ ۱۹۷۰ء میں انتخابات کے نتیجہ میں ”بنگہ بندھو“ اقتدار کی جو گھٹا اٹھی تھی اسے لوگوں نے دور سے دیکھا تو جھوم کر آہا بول اٹھے لیکن مجیب شناس قدرت مسکرائی۔ کہ اونا دانو! تم غلط سمجھے! جس کی زندگی کے پورے ترکش میں ”اسلامی شعار اور خدا سے وفا“ کا ایک بھی پاک تیر تم نہ دیکھ سکے، اس سے تم کیونکر رحمت اور وفا کی امیدیں باندھتے ہو؟ نادانو! یہ گھٹا جو نظر آتی ہے، رحمت کی گھٹا نہیں بلکہ عذاب کی ہے اور سر تا پا عذاب کی۔

اللہ تعالیٰ نے ایک نافرمانی قوم کا ذکر کیا ہے کہ اللہ کے پیغمبروں نے جب ان کو غلط روی کے انجام بد سے ڈرایا تو ڈرنے کے بجائے اور اکڑے کہ عذاب کا یہ تیر بھی تم آزماؤ۔ بس پھر کیا تھا کہ اس پار سے بادلوں کی ایک گھٹا اٹھی جسے دیکھ کر وہ جھوٹ گئے اور آہا! آہا! ابھی کر ہی رہے تھے کہ اس نے آکر انہیں تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

فلما راہ عارضاً مستقبل او دیتہم قالوا ہذا عارض ممطرنا بل ہوما استعجبتم بہ (پ ۲۶-احقاف ع ۳)

اب پھر ایک گھٹا اٹھی ہے، جس سے ہمیں بھی گو خوشی ہوئی ہے، تاہم جلدی نہ کیجئے! کیونکہ انقلابی حکمران اسی مشینری کے پھینکے ہوئے کل پرزے ہیں، خدا جانے یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھنے والا ہے۔ اب تک کا تجربہ ہے کہ جو بھی انقلابی آیا ہے، لوگوں نے اسے ہی نجات دہندہ تصور کیا ہے، خود اس نے بھی ایسے ہی دعوے کیے ہیں، مگر جب ان کے نتائج سامنے آوے ہیں تو عموماً سب نے محسوس کیا کہ: یہ سب توقعات قبل از وقت خوشی فہمیاں تھیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم دعویٰ پر تو نگاہ رکھتے ہیں، لیکن مدعیوں کی زندگیوں اور ان کے ماضی کے مطالعہ سے بے نیاز ہو رہتے ہیں او

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہتے ہیں مسلم بنگال میں انقلاب آگیا ہے... ہو گا؟

رکبھی اس امر کے سوچنے کی کوشش نہیں کرتے کہ جو لوگ محمد ﷺ کے سچے وفادار اور خدام نہیں ہیں، وہ ہم سے خاک و فاکریں گے، جن کے اپنے سارے دھندے ”ہیرا بھیری“ پر مبنی ہوتے ہیں وہ محض آپ کے مستقبل اور ملی مفاد کے لیے اتنے پر خلوص لیڈر کیسے ثابت ہوں گے؟

مسلم لیگ نے نعرہ لگایا کہ: پاکستان بنے گا تو قرون اولیٰ کا اسلامی نظام اور اس کی رحمتیں لوٹ آئیں گی لیکن جو پاکستان کے داعی تھے ان کی اکثریت کے شب و روز کے مطالعہ کی کسی نے بھی زحمت گوارا نہیں کی۔ چنانچہ جب وقت آیا اور بانی پاکستان مرحوم بھی لد گئے تو دنیا نے دیکھ لیا کہ باقی جو تھا چھان بورا نکلا۔ مگر ایک کے بعد جو آتا پھر وہی مغالطہ ساتھ لاتا جو پہلے دن سے آزمایا جا رہا ہے۔

اب مشتاق احمد کھنڈ کر تشریف لائے ہیں، گو ہم اس کی زندگی اور ماضی سے پوری طرح واقف نہیں ہیں تاہم اتنا تو ہم سب جانتے ہیں کہ یہ بھی اسی بنگالی میر جعفر کی مشینری کا ایک پرزہ رہا ہے۔ جس کا انہوں نے اب تیاپاچہ کیا ہے۔ اس لیے گو ہم مایوس نہیں ہیں لیکن قبل از وقت اس پر جھومنے اور شادیانے بجانے کے حق میں بھی نہیں ہیں۔ ہاں دعا ضرور کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلامی اقدار کے احیاء کے توفیق دے اور دعا کرتے ہیں کہ وہ اسلام اور ملت اسلامیہ کے مستقبل کے لیے کچھ کر سکیں اور مسلم بنگال کے باسیوں کے حال زار کا کچھ مدد ادا بھی کر پائیں۔ انقلاب کا نعرہ ایک رومانوی نعرہ بن گیا ہے لیکن عموماً ان کے نتائج توقعات کے خلاف ہی برآمد ہوئے ہیں۔ خدا کرے اب کے ایسا نہ ہو اور اب تک مسلم بنگال پر جو گزری ہے اس کی تلافی ہو جائے اور پاکستان کا مطلب کیا **لا الہ الا اللہ** کا خواب پھر پورا ہو جائے۔ آمین

-----:-----

مسجد ابراہیم اور یہود

الخلیل ایک قصبہ کا نام ہے جو دریائے اردن کے مغرب کنارے پر بیت المقدس سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر پہاڑوں کے درمیان واقع ہے، یہ قصبہ سطح سمندر سے تین ہزار فٹ کی بلندی پر بیت اللحم کے جنوب میں واقع ہے، اس کی آبادی اب تقریباً پچاس ہزار ہے۔ حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی کے دن زیادہ یہاں گزارے تھے۔

حرم الخلیل کے تحت ”مکفلا“ نامی ایک عظیم اور تاریخی غار ہے، جس میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تاریخی مزار ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ غار اپنے خاندان کے قبرستان کے لیے خرید کیا تھا۔ جہاں اب حضرت سارہ، حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یوسف علیہم السلام کے مزارات واقع ہیں۔ ان مبارک مزارات کے تعویذ مسجد ابراہیم کے بالائی فرش پر ایک خاص حصے پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تعمیر کیے گئے ہیں اس لیے اس کے قدرتی طور پر دو حصے بن گئے ہیں۔ ایک حصے پر مزارات ہیں، دوسرے حصے پر مسجد ہے۔

اس مسجد کے پاس ایک مسافر خانہ ہے جو قدیم ایام سے مسافروں کے ٹھہرنے کے لیے بنایا گیا تھا اور اس سلسلے کے تمام اخراجات حضرت تمیم دارمیؒ اور دوسرے بزرگوں کے اوقاف سے پورے کیے جاتے ہیں۔ یہ ستمبر ۱۹۶۸ء تک اردن کا حصہ رہا ہے۔

۵ جون ۱۹۶۸ء کی عرب اسرائیل جنگ کے دوران ستمبر ۱۹۶۸ء میں اس پر یہودیوں نے قبضہ کیا، پھر بتدریج اس پر اپنی گرفت سخت کرنا شروع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہتے ہیں مسلم بنگال میں انقلاب آگیا ہے... ہو گا؟

کردی، پہلے آس پاس کی مسلم آبادی کو برباد کر کے ان دیہاتوں میں یہودیوں کو لاسایا، جب ان کی نفری بڑھی تو انہوں نے بتدریج مسجد پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیے۔ پہلے اس کے مزارات والے حصہ پر قبضہ کیا اور یہی حصہ بڑا تھا اور اسی جانب مسجد کے دروازے بھی بہت پڑتے ہیں، پھر یعقوب علیہ السلام کے مزار کو ایک نئی چھت کے ذریعے مزار ابراہیم سے ملانے کا اعلان کیا، پھر مسجد میں اپنے حصے کے لینے کا پروگرام بنایا، اس میں ”عبادت سبت“ کی، ساتھ ہی مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روکنے اور ان کو احساس کمتری میں مبتلا کرنے کے لیے انواع و اقسام کے ظلم ڈھائے۔ ان کو اجاڑا، ان کو لوٹا، ان کو گھر سے بے گھر کیا، وہاں ایک کنواں تھا، جسے انہوں نے ختم کیا۔ ایک تاریخی دیوار گرائی، مسجد کی الماریاں اور چٹائیاں تک اٹھا کر لے گئے، ان کے جنازوں کی بے حرمتی کی، جس سے غرض یہ تھی کہ اب مسلم ان کے چمار بن کر رہ جائیں اور یوں مرعوب ہو رہیں کہ سرائی اڈھر اڈھر دیکھنے کا حوصلہ نہ کر سکیں۔ حالانکہ بیت المقدس کے منشور میں یہ تحریر ثبت ہے کہ یہ مسلمانوں کے لیے ہے اور کوئی یہودی اسے استعمال کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ مگر اب گنگا لٹی بہ نکلی۔ جو اصل وارث تھے، ان کو نکال باہر کیا جا رہا ہے اور جن کو اس کے استعمال نہیں تھی، وہ اس کے متولی اور وارث بن بیٹھے ہیں۔ مسجد صرف مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے، غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کے نام معبد، گوردوارہ، مندر اور کلیسا وغیرہ ہیں۔ اس لیے کسی دوسری قوم یا فرقے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے کے مذہبی معاملات یا عبادت گاہوں میں کوئی تصرف یا مداخلت کرے۔ تصرف اور مداخلت تو بڑی بات ہے، ہمارا قرآن تو یہ اعلان کرتا ہے کہ اگر یہ مسجدیں بنانا بھی چاہیں تو ان کو اس کا حق نہیں ہے۔

ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شہدین علی انفسہم بالکفر (پ ۱۰۔ توبہ ۳۴)

ہمیں پوری طرح علم ہے کہ اس سود خوار قوم کو عبادت گاہوں سے کوئی دلچسپی نہیں، ان کو میخانے یا قمار خانے درکار ہیں، دراصل وہ اپنے ارد گرد مقدس مقامات کا حصار قائم کر کے اپنی ریاست کا استحکام چاہتے ہیں، تاکہ دائرہ بھی وسیع ہو جائے، مسلمانوں کا انخلاء بھی آسانی سے کیا جاسکے، اور کچھ عرصہ کے بعد وہ دنیا کی نگاہ میں بڑے ”پیرومرشد اور احبار“ کہلا کر ساری روحانی دنیا کے پیشوا بن سکیں۔ مسلمان بہر حال ان کی ان چالوں اور سازشوں کو سمجھتے ہیں اور وہ اپنی ہزار کمزوریوں کے باوجود اتنی ہمت رکھتے ہیں کہ ”یہود و ناسعود“ کا دماغ درست کر سکیں۔

یہودیوں کی تمام تخریبی سرگرمیوں اور فریب کاریوں کے پیچھے جو دست غیب کام کر رہے ہیں، وہ تمام بڑی طاقتیں ہیں جو اس امر پر مصر ہیں کہ یہودیوں کا ایک وطن ضرور ہونا چاہیے۔ اگر درمیانی حل کے طور پر کسی عرب ملک نے بھی ان کی منظوری دی تو مسلمان اسے تسلیم نہیں کریں گے کیونکہ اس کے وارث ۸۰ کروڑ مسلمان ہیں، کوئی ایک مسلم ملک نہیں۔

اب تازہ خبر موصول ہوئی ہے کہ جدہ میں اسلامی وزراء خارجہ کی ایک کمیٹی نے اسرائیلی تجاویز کے خلاف جوابی کارروائی کا پروگرام تیار کر لیا ہے اور اس امر کا امکان قوی ہے کہ احتجاج کے لیے وزراء خارجہ کی کانفرنس بلائی جائے۔

شہزادہ سعود الفیصل نے بالکل صحیح کہا ہے کہ:

دنیا اسلام اب اتنی طاقتور ہے کہ اسرائیل سے اپنے مقدس مقامات واپس لے سکے اور اسرائیل کو انہوں نے خبردار کیا کہ اسلامی ممالک اپنے مقدس مقامات کی بے حرمتی ہر گز نہیں ہونے دیں گے۔ اسرائیل کو چاہیے کہ مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرنے سے باز رہے اور مسلم مقامات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہتے ہیں مسلم بنگال میں انقلاب آگیا ہے... ہو گا؟

مقدسہ کے خلاف اپنی مذموم حرکت ترک کر دے ورنہ اسرائیل کے خلاف طاقت بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔
روحانی لحاظ سے نہ سہی، دنیوی طور پر بھی اسرائیل کے یہ تمام منصوبے اور اقدامات مقبوضہ علاقے کے رہنے والوں کے حقوق اور مراعات سے متعلقہ جینیوا کنونشنز کے بھی صریحاً خلاف ہے اور اقوام متحدہ نے اس علاقہ کی اراضیات اور املاک کے بارے میں جو قراردادیں منظور کر رکھی ہیں۔ ان کی بھی یہ صریح خلاف ورزی ہے۔ ان کی قراردادوں میں سے اس مفہوم کی قراردادیں بہت ہیں کہ اسرائیل نے بیت المقدس کی قانونی حیثیت تبدیل کرنے کے لیے جتنے قانونی و انتظامی اقدامات کیے ہیں، وہ سب ناجائز ہیں۔ مسجد ابراہیم کا تعلق بھی اسی قسم کے تحفظات سے ہے۔
بہر حال اسرائیل کو چاہیے کہ اب مسلمانوں کو مزید اشتعال دلانے کی کوششیں ترک کر دے اور انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ: مسلمان مسجد ابراہیم اور بیت المقدس کی قانونی حیثیت میں تبدیلی کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔

-----:-----

ماہ رمضان میں اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کی ذمہ داری

چند شرعی معذوروں کے سوا دوسرے ہر مسلمان پر روزے فرض ہیں۔ مثلاً مریض، مسافر، دیوانے، دودھ پلانے والی یا حاملہ خواتین اور نابالغ بچے عند اللہ معذور ہیں۔ ان کے علاوہ باقی جو مسلمان افراد ہیں، ان میں سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔ اگر کوئی تندرست شخص روزہ رکھنے سے جی چراتا ہے تو لوگ یہ کہہ کر خاموش ہو رہتے ہیں۔

اپنی اپنی کرنی اور اپنی اپنی بھرنی

یہاں تک کہ حکومت بھی عوام یا خواص کی اس فروگزاشت سے بے تعلق رہتی ہے بلکہ اس سلسلے میں ان کا احتساب کرنے کو مداخلت فی الدین یا جمہوری حقوق میں مداخلت تصور کر کے چپ ہو رہتی ہے۔ حالانکہ اس کا نام ”مداخلت“ نہیں بلکہ یہ اس کا سیاسی فریضہ بھی ہے کیونکہ ہر اسلامی مملکت اس امر کی ذمہ دار ہوتی ہے کہ دین اسلام کے سلسلے میں عوام پر کڑی نگاہ رکھے اور ان کو راہ راست پر چلنے کے لیے قانونی طاقت کا استعمال کرے۔

حضرت عمر بن الخطابؓ (ف ۲۳ھ) کی خلافت کے دور میں ایک شخص نے ماہ رمضان میں شراب پی تو آپ نے اس کو ۸۰ ڈرے لگائے اور فرمایا:

ویلک وصبیاننا صیام (بخاری) ”تیرا ناس ہو! (تو جو ان ہو کر شراب پیتا ہے) حالانکہ ہمارے چھوٹے بچے تک روزے سے ہیں۔“

پھر اس کو ملک شام میں جلا وطن کر دیا۔ (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ ماہ رمضان کے تقدس کی نگرانی کرے اور جو غیر معذور لوگ اس کے احترام کے منافی کوئی حرکت کریں ان کو اس کی سزا دے۔

-----:-----

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

التفسیر والتعبیر

عزیز زبیدی، واربرٹن

سورہ بقرہ

(قسط ۱۴)

واذقلنا للملكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابليس ابى واستكبر وكان من الكافرين

”اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے جھکو تو شیطان کے سوا (سب کے سب) جھکے پڑے اس نے نہ مانا اور شیخی میں آگیا اور (وہ) دراصل) نافرمانوں میں سے تھا۔“

(۱) **اسجدوا:** (سجدہ کرو، جھک جاؤ، اطاعت کرو) یہاں سجدہ سے کیا مراد ہے؟ زمین پر پیشانی رکھنا یا نیاز مندانہ سر جھکانا اور سلام کرنا؟ بہت سے حضرات کا خیال ہے کہ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں کیونکہ سجدہ غیر اللہ کے لیے حرام اور کفر ہے۔

جمہور کے نزدیک اس سے مراد پہلے معنی ہیں، لیکن اس کی نوعیت میں اختلاف کیا ہے۔ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ سجدہ خدا کو تھا، آدم علیہ السلام کی حیثیت صرف قبلہ کی تھی لیکن **اسجدوا لادم** کے الفاظ سے اس کی تائید نہیں ہوتی، دوسرے ائمہ کا ارشاد ہے کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔ آیات کریمہ کے سیاق اور احادیث پاک سے اسی مسلک کی تائید ہوتی ہے۔

فاذا سويته ونفخت فيه من روحي فقعوا له سجدتين (۱۵:۲۹)

”جب میں اسے درست کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا۔“

مسند احمد اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جب انسان (آیت) سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کیا، اسے جنت مل گئی، مجھے اس کا حکم ہوا تو میں نے نافرمانی کی جس کے نتیجے میں مجھے دوزخ ملا۔

اذا قرأ ابن آدم السجدة فسجد اعتزل الشيطان يبكي ويقول يا ويله امر ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنة و

امرت بالسجود فعصيت فلي النار (رواه احمد ومسلم عن ابى هريرةؓ)

اس سے معلوم ہوا کہ ملائکہ کو اسی سجدہ کا کہا گیا تھا جس کا اب انسان سے کہا گیا ہے مگر اس فرق کے ساتھ کہ خدا کو جو سجدہ ہوتا ہے، وہ سجدہ عبادت کہلاتا ہے اور جو فرشتوں سے کہا گیا، وہ سجدہ تعظیمی تھا۔ باقی رہی غیر خدا کو سجدہ کی سنگینی کی بات؟ سو یہ صرف اس لیے تھی کہ خدا کو پسند نہیں تھا، اگر وہ خود کہہ دے کہ یوں کرو تو پھر اس سنگینی کا اور کوئی محرک باقی نہیں رہتا، جو تھا اسے فی الحال ملتوی کر دیا گیا تھا کیونکہ غیر کو سجدہ نہ کرنے کا حکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بھی اسی کا تھا، اب کرنے کو کہا ہے تو وہ بھی اسی کا حکم ہے (جیسے کسی کو قتل کرنا سنگین جرم ہے مگر جہاد کے میدان میں ایک نہیں ہزاروں کو موت کے گھاٹ اتار دینا، عظیم عبادت بن جاتا ہے۔

اس کے علاوہ آدم اور فرشتوں کا یہ واقعہ، عالم ارواح کی بات ہے اور فرشتوں کا سجدہ بھی ان کے اپنے شایان شان بات تھی جس کی ہو بہو تصویر پیش کرنا ہمارے لیے مشکل ہے۔ ہاں جو متجددین ”سجدہ“ کے تصور سے بدک رہے ہیں وہ صرف غیر اللہ کے سلسلے میں نہیں بدک رہے بلکہ اللہ کے سلسلے میں بھی اس سے شرماتے ہیں اور وہ بھی صرف ذہنی عیاشی کی حد تک ایسا کہتے اور سوچتے ہیں، ورنہ نفس و طاغوت کے حضور جس ذلیل انداز میں وہ سجدہ ریز ہیں، اس کا کچھ نہ پوچھیے۔

(۲) (ا) (مگر، سو) یہ استثناء منقطع ہے۔ کیونکہ ابلیس جن ہے فرشتہ نہیں ہے۔

(۳) **ابلیس** (شیطان) **ابلیس** (افعیل) ابلاس سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ایک ایسا حزن و ملال جو خیر اور عنایات ربی سے بالکلے مایوس اور ناامیدی کا نتیجہ ہو۔ یہ شیطان کا اسم علم ہے۔ **الابلاس الحزن المعترض من شدة اياس منه اشتق ابلیس** (مفردات) شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ:

ان ملائکہ کے مد مقابل ایک اور گروہ ہے جن کے کام میں ہلاک پن طیش اور خیر کے منافی افکار ہوتے ہیں اور وہ متنفن (گلے سڑے) اور تاریک بخارات (خبیث عناصر۔ تفہیمات ص ۲۳۹) سے پیدا ہوتے ہیں، ان کو شیاطین کہتے ہیں، جن کا کام ملائکہ کی مساعی (جہیلہ) کے خلاف کوششیں جاری رکھنا ہوتا ہے۔

وبازاء اولئك آخرون اولو خفة و طیش و افکار متضادة للغير اوجب حد دثهم تعفن بخارات ظلمانیہ هو الشیطن لا یزالون یسعون فی اصداد ما سعت الملائکہ فیہ (حجة الله البالغة باب ذکر الملائکة الاعلیٰ - ص ۱۳)
شیطان کے مختلف نام۔ ابلیس کے سوا اس کے باقی سب نام وصفی ہیں مثلاً
شیطان۔ اس کے معنی ہیں:

(الف) ہلاک ہوا، اس کا خون رائیگان گیا، جلد باز، جل گیا، بھڑک اٹھا۔ **(شاط یشیط)**

(ب) دور ہوا، دور نکل گیا، اصل مطلوب سے ہٹا کر دوسری راہ پر ڈال دینے والا، سرکش متمرّد (شطن)

وسواس۔ اس کے معنی ہیں وسوسہ انداز، چونکہ اس باب میں وہ لکھتا ہے، اس لیے اس کا نام وسواس بھی ہے۔

خناس۔ وہ وسوسہ انداز جو پیچھے ہٹ ہٹ کر وسوسہ اندازی جاری رکھتا ہے یا ذکر الہی سن کر ہٹ جاتا ہے اسے خناس کہتے ہیں۔

طاغوت۔ ویسے تو ہر اس شے کا نام ہے جو خدا سے سرگرداں کر دے لیکن شیطان کو بھی طاغوت کہتے ہیں کیونکہ سرکشی اس کے خمیر میں داخل ہے اور دوسرے کو سرکش بنانا اس کا دلچسپ مشغلہ ہے۔

ہم سب سے پہلے شیطان کا وہ تعارف پیش کریں گے جو قرآن حکیم نے بیان کیا ہے، اس کے بعد ان کے ان خدوخال کا خاکہ آپ کے سامنے پیش

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کریں گے جو رحمتہ للعالمین ﷺ نے بیان کیا ہے۔ سب سے آخر میں وہ اقوال پیش کیے جائیں گے جو بزرگان دین اور اماموں سے منقول ہیں۔

ابلیس کا قرآنی تعارف

شیطان جن تھا: شیطان فرشتہ نہیں تھا، جن تھا۔

کان من الجن (پ ۱۵-کہف ع ۷)

آگ سے پیدائش: خالص آگ سے اس کی تخلیق ہوئی۔

وخلق الجنان من نار (پ ۲۷-الرحمن ع ۱)

آگ کے گرم بخارات سے: من نار السبوم (پ ۱۴-الحجر ع ۳)

حق سے فرار کے لیے فلسفہ: غلام کا کام آقا کی غلامی ہوتی ہے، خانہ ساز فلسفہ چھانٹنا اور تولنا نہیں ہوتا۔

ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (پ ۲۷-الذاریات ع ۳)

خدا کا حکم ہوا آدم کو سجدہ کیجئے! خوئے بدرابہانہ بسیار! بولا:

جناب! کچھ تو سوچئے! وہ مٹی سے بنا اور میں سر تا پا روشن آگ سے، ایک بہتر شے ادنیٰ کے سامنے جھکے، قدر شناسی نہیں۔

قال انا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين (پ ۸-اعراف ع ۲)

(اے خدا کچھ تو سوچئے) کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا۔

رب کے حکم سے تجاوز کر گیا۔

ففق عن امر ربه (پ ۱۵-الکہف ع ۷)

تجاوز کر گیا کہا، پیچھے رہ گیا نہیں کہا، کیونکہ وہ رب کو سمجھانے لگا تھا، جیسے خدا وہ راز نہیں سمجھ سکا اور یہ لعین سمجھ گیا ہے۔ دور حاضر میں سب

خطرناک فتنہ رب کو یہی لقمے دینے کی ریت اور حق سے فرار کرنے کے لیے فلسفہ بازی ہے۔

تکبر اور تحقیر آمیز ابا: حدود اللہ سے یہ تجاوز کسی دلیل کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ اپنی برتری کے خبط کا نتیجہ تھا۔ ابی واستکبر (پ ۴-البقرہ ع ۴) ابا اس

تحقیر آمیز انکار کو کہتے ہیں جو کسی شے کو اپنے مقابلے میں ردی سمجھنے اور اس سے نفرت کرنے کے جذبہ نفرت پر مبنی ہو۔

الا ياء: هو الامتناع عن الشي والكرهيته له بغضه وعدم ملائمته (تاج العروس)

گویا اس نے حضرت آدم کو حقیر جانا، اس سے نفرت کی اور پھر تنہی کے ساتھ اس کی تعظیم کرنے سے انکار کر دیا۔

یہاں سے نکل جاؤ: حکم ہوا، اے گستاخ یہاں سے نکل جاؤ!

فاخرج منها فانك رجيم (پ ۲۳-ص ع ۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تم پر قیامت تک میری لعنت: وان عليك لعنتی الی یوم الدین (ایضاً)

حق کو دبانے کے لیے سازشیں: بسا اوقات وقتی تحریک اور انگلیخت کی بنا پر ایسی گستاخی کا صدور ممکن ہوتا ہے لیکن وضوح غلطی کے بعد حق کی راہ مارنے کے لیے اور تن جانا، سب سے بڑی محرومی ہوتی ہے، یہی حال شیطان کا ہے کہ: دھتکارے جانے کے بعد اس نے پہلے رب سے مہلت مانگی۔

رب انظر فی الی یوم یبعثون (پ ۱۴- الحجر ع ۳) ”اے میرے رب! قیامت تک کے لیے مجھے مہلت دیجئے۔“

اللہ نے فرمایا: جاؤ تمہاری درخواست منظور!

قال فانك من المنظرین (پ ۲۳- ص ع ۵)

مہلت ملنے پر میدان میں اتر آیا اور جس عظیم ہستی کی وجہ سے اس کی تنزلی ہوئی، اس کو بام اوج سے ٹیخ کر نیچے دے مارنے کا اعلان کر دیا، اور کہا: (حضور!) تیرے جلال کی قسم! ان سب کا بیڑا غرق (گرا) کر کے دن نہ ہوں تو داغ نام نہیں۔

فبعزتك لا غویتہم اجمعین (پ ۲۳- ص ع ۵)

”فبعزتك“ کے جملہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ: شیطان، رب اور اس کے جلال کا منکر نہیں تھا بلکہ اس کا احترام بھی اس کے دل میں تھا مگر بزعم خویش اپنے حقوق کے لیے خدا سے اُلجھنے یا اس کو سمجھانے کو بُرا نہیں سمجھتا تھا اور نہ یہ بات اس کو احترام اور ادب کے منافی نظر آتی تھی۔ جو لوگ خدا کو مان کر اس کے احکام سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں، وہ بھی دراصل اسی شیطانی راہ پر پڑ جاتے ہیں، آج کل کاروباری اور جاہ پرست سیاست باز لوگ اس مرض میں زیادہ مبتلا ہیں۔

ارعبتک هذا الذی کرمت علی لئن اخرتن الی یوم القیمۃ لا حتنک ذریئہ الا قلیلا (پ ۱۵- بنی اسرائیل ع ۷)

(حقارت آمیز اشارہ کر کے خدا سے) کہا کہ بھلا دیکھئے تو، یہی وہ شخص ہے جس کو تو نے مجھ پر چڑھایا ہے اگر تو نے قیامت تک مہلت دی تو اس کا صفایا کروں گا (جیسے کھیت کا ٹڈی کرتی ہے) ہاں تھوڑے سے رہ جائیں گے۔

وہ کیسے؟ شیطان، شیطان ہو کر صاف گوتا ہے کہ اس نے اپنے ”رقیب (آدم)“ کو مات دینے کے لیے جو جو ہتھکنڈے استعمال کرنا تھے، اس کے تفصیلی خاکہ کا بھی اسی دن اعلان کر دیا، چنانچہ کہا:

الہی جو راہ تیری طرف جاتی ہے، اس پر بیٹھ رہوں گا، پھر ان میں سے ہر آنے جانے والے کا تعاقب کروں گا اور چاروں طرف سے گھیر کر اسے برباد کروں گا۔

فبما اغویتہ لا قعدن لہم صراطک المستقیم ثم لا ینہم من بین یدیہم ومن خلفہم وعن ایمانہم وعن

شمالہم (پ ۸- الاعراف ع ۷)

بولا: کہ جیسی آپ نے میری راہ ماری ہے میں تیری ”راہ مستقیم“ پر ان کی گھات میں لگا رہوں گا۔ پھر ان کو ان کے سامنے سے آلوں گا اور (کبھی) ان کے پیچھے سے (آؤں گا) اور (کبھی) ان کے داہنے سے اور (کبھی) ان کے بائیں گے (ان کو آگھیروں گا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں ان کو ہر بُرائی، ہر زہر آبِ حیات، ہر حماقت، عقل و دانش، ہر ذلالت، عزت اور ہر شقاوت، سعادت بنا کر دکھاؤں گا۔

لا ذین لهم فی الارض (پ ۱۲ - الحجر ع ۳)

ہاں تیرے خاص بندوں پر میرا کچھ بس نہیں چلے گا۔

الاعبادك منهم المخلصین (ایضاً)

معلوم ہوا کہ اگر ”عبدیت“ میں رفق اور صبغۃ اللہ میں جان ہو، تو شیطان بھی ہو تو بھی اس کے اعتراف کے بغیر اسے چارہ نہیں ہوتا۔ شیطان نے خدا کی بستی کا انکار نہیں کیا بلکہ ”بلاچون و چرا“ اس کے احکام کی تعمیل میں اس کو تامل تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس کو ”ضد“ ایمان سے پیاری تھی تو بے جا بات نہ ہوگی۔

پھر وہ یوں لٹکرا:

وقال لا اتخذن من عبادك نصیباً مفروضاً ولا ضلتهم ولا منینهم ولا مرنهم فلیبتکن اذان الانعام

ولا مرنهم فلیغیرن خلق الله (پ ۵ - النساء ع ۱۸)

اور وہ (شیطان) کہہ چکا ہے کہ میں آپ نے بندوں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا، میں ان کو بہکائوں گا اور انہیں آرزوؤں میں چور رکھوں گا اور ان کو سکھائوں گا کہ وہ جانوروں کے کان چیریں اور ان کو سکھائوں گا کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتیں بدلیں۔
مقرر حصہ سے مراد ہے کہ، وہ جو بھی کام کریں اس میں شیطنیت کی آمیزش ضرور ہو، اب یہ آپ دیکھ لیں کہ ہمارا کون سا کام بے داغ رہ گیا ہے۔
بہکانا اور گمراہ کرنا یہ ہے کہ، ان کی زندگی کا پہیہ پٹری سے اتار دوں گا یا غلط سمت پر ڈال دوں گا کہ وہ عمر بھر سفر جاری بھی رکھیں تو منزل کا سراغ نہ پاسکیں۔

جانوروں کے کان چیرنے کے معنی، اوہام پرستی کی بیماری میں مبتلا کرنا ہے اور تغیر خلق اللہ سے مراد تنکوینی اور تشریعی پہلو میں تغیر برپا کرنا ہے، جیسی شکل و صورت بنا کر رہنے کا حکم ہے اس میں اپنی مرضی سے رد و بدل کرنا اور اسلامی نظام زندگی میں ’خانہ زاد ٹانکے‘ لگانا شریعت میں ترمیمیں اختیار کرنا، یہ سب امور ”تغیر خلق اللہ“ کے تحت آتے ہیں۔

آپ کے پاس گنتی کے رہ جائیں گے۔ اس کے بعد اعلان کیا کہ الٰہی: بہت کم بندے اب آپ کے لیے رہ جائیں گے۔

ولا تجد اکثرہو شکرین (۸ - الاعراف ع ۲)

یونہی تو یونہی سہی: اللہ نے فرمایا: یونہی تو یونہی سہی، جو مجھے چھوڑ کر تمہارا محاذ سنبھال لیں گے آپ کے ساتھ ہی جائیں گے۔

قال اذهب فمن تبعك منهم فان جہنم جزاء کم جزاء جرفورا (بنی اسرائیل ع ۴ - پ ۱۵)

جاذب ہوا جو بھی تیرے پیچھے ہو لے گا، تیرے ہی ساتھ جہنم رسید ہو گا۔

قال اخرج منها مذاء وما مد حورالمن تبعك منهم لا ملئن جہنم منكم اجمعین (پ ۸ - اعراف ع ۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جا اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا اور اپنے سارے لاؤ لشکر کے ساتھ ان کو شکار کرنے کی کوشش کر، ان کی جانوں، مالوں اور آل اولاد میں اپنے سارے جراثیم پیوست کر ڈال اور جتنے جھوٹے وعدے اور سبز باغ دکھا سکتے ہو ان کو جا کر دکھا۔

واستفزز من استطعت منهم بصوتك واجلب عليهم بخيلك وشاركم في الاموال والاولاد واعد لهم وما بعدهم الشيطان الاغور (پ ۱۵ - بنی اسرائیل ۷۷)

اور (جا!) ان میں سے جس کو بہکا سکے اپنی آواز (دعوت) سے بہکا تارہ اور ان پر اپنے سوار اور پیادے سارے چڑھالا، اور ان سے ان کے مال اور اولاد میں سا جھا کر لے اور ان کو سبز باغ دکھا (حقیقت یہ ہے کہ) شیطان کے وعدے دھوکے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتے۔

لیکن یہ یاد رہے، جو تیرے ہیں، مجھے ان کی ضرورت نہیں، وہ سب تم لے جاؤ، لیکن جو میرے ہیں وہ تیرے جال میں قطعاً نہیں آئیں گے۔

ان عبادی لیس لك عليهم شلطن الا من اتبعك من الغوین (پ ۱۴ - الحجر ۲۷)

اے آدم ہوشیار، ہوشیار، شیطان کے ان مکروہ ہتھکنڈوں اور منصوبوں سے آدم کو اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمادیا کہ: ہوشیار ہو جاؤ!

فقلنا یا آدم ان هذا عدوك ولزوجك فلا یخر جتکما من الجنة فتشقی (پ ۱۶ - طہ ۷۷)

تو ہم نے (آدم سے) کہا کہ اے آدم یہ (ابلیس) آپ کا اور آپ کی بیوی کا دشمن ہے تو ایسا نہ ہو کہ تم دونوں کو بہشت سے نکلوا باہر کرے اور تمہاری شامت آجائے۔

پھر اپنے اپنے وقت پر سب لوگوں سے بھی فرمایا کہ یہ تمہارا دشمن ہے۔

اے ابن آدم ہوشیار: یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم كافة ولا تتبعوا خطوت الشیطان انه لکم عدو مبین

(پ ۲ - بقرہ ۲۵۷)

لوگو! اسلام میں پورے پورے آجاؤ اور شیطان کے نقوش پا کا اتباع نہ کرو، وہ تمہارا ظاہر ظہور دشمن ہے۔

اسلام میں پورے پورے آجاؤ: اس لیے کہا کہ اگر کوئی شخص پورا پورا ”ابولہب اور ابو جہل“ نہیں بن جاتا تو شیطان اتنے پر بھی راضی ہو جاتا ہے

کہ رحمن کے ساتھ شیطان کی بھی کچھ بات مان لی جائے کیونکہ جو شخص ایک قدم میخانہ میں رکھ لیتا ہے، اس میں پورے پورے داخل ہو جانے کا امکان بھی قوی ہو جاتا ہے۔

یبنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انه لکم عدو مبین (پ ۲۳ - یسن ۵۷)

اے اولاد آدم! شیطان کی غلامی اختیار نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔

اب شیطان آتا ہے: اس اعلان جنگ کے بعد شیطان اپنے منصوبے کی تکمیل کے لیے میدان میں اترتا ہے اور سب سے پہلے مسجود ملائکہ

(حضرت آدم علیہ السلام کو ہدف بناتا ہے مگر نہایت معصومانہ طریقے کے ساتھ قلب و نگاہ کے خفیہ گوشوں میں اترتا ہے اور ان کے جذبات میں ایک

تحریک پیدا کرتا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرف وسوسے کا تیر پھینکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فوسوس الیہ الشیطان (پ ۱۶ - طہ ۷۷) اور ساتھ حضرت حوا کو بھی اس وسوسہ میں شریک کر لیتا ہے۔ **فوسوس لہما الشیطان (پ ۸ - اعراف ۲۷)** مگر بقائے دوام، بادشاہت اور قرب الہی کے نام پر طرح ڈالتا ہے۔

یا ادم هل ادلك على شجرة الخلد دملک لا یبلی (پ ۱۶ - طہ ۷۷)

اے آدم! کہو تو میں آپ کو ہمیشگی کا درخت بتا دوں (کہ جس کو کھا کر سدا جیتے رہو) اور ایسی سلطنت جو کبھی کہنہ نہ ہو۔

یہاں پر اسی درخت کی طرف لے جایا جا رہا ہے، جس سے اس کو روکا گیا تھا تا کہ اس کو اس جنت سے نکال باہر کیا جائے۔ اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ اس درخت سے تو خدا نے منع کیا ہے، وہ میری بقائے دوام اور لازوال بادشاہت کا سبب کیسے بن سکتا ہے؟ اس خلش کو دور کرنے کے لیے اس نے یہ حیلہ کیا: قسمیں کھائیں اور کہا کہ: اصل بات یہ ہے: اس درخت کے کھانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے یا بقائے دوام حاصل کر لیتا ہے۔ اس لیے اللہ نے آپ سے یہ راز چھپایا ہے اور کہا: یقین کیجئے میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

قال من نہکما ربکم عن هذه الشجرة الا ان تكونا منکین او تكونا من الخلدین وقا سمہما اتي لکما لمن النصحین (پ ۸ - الاعراف ۲۷)

یہ سب کچھ فریب اور دھوکے سے کیا: **فدلہما بغرور (ایضاً)**

احکام الہی کے سلسلے میں وہ کوتاہی سب سے زیادہ فتنہ ثابت ہوتی ہے، جو کسی خارجی فلسفہ کی پیداوار ہوتی ہے اور شیطان عموماً اسی راہ سے حملہ آور ہوتا ہے، جیسا کہ یہاں ہوا۔

بہر حال حضرت آدم علیہ السلام شیطان کے بھرے میں آگئے اور اس نافرمانی کا قدرتی نتیجہ ظاہر ہو کر رہا یعنی چمکتے ہی ستر کھل گیا اور اب لگے پتوں کو چپکانے۔

فلما ذاق الشجرة بدت لہما سواتہما وطفقا یخصفان علیہما من ورق الجنة (پ ۸ - الاعراف ۲۷)

یہ اصلی بہشت تھی، کیونکہ اس کی یہ خاصیت تھی کہ اس میں بھوک تھی نہ پیاس، نہ عریانی نہ دھوپ۔

ان لك ان لا تجوع فیہا ولا تعری وانك لا تظمؤ فیہا ولا تضجی (پ ۱۶ - طہ ۷۷)

لیکن اگر انسان خود ہی ان خالص کو چھوڑ دے تو ظاہر ہے، بہشتی خصائص ساتھ چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

رہ رہ کر انسان کے دل میں یہ خلش پیدا ہوتی ہے کہ حضرت آدم کی قیام گاہ بہشت، وہ مقام لازوال اور پاک، شیطان کا گذر وہاں کیسے ہوا اور حضرت آدم وہاں سے کیسے نکلے؟

اصل بات یہ ہے کہ: جب بہشت بطور جزا ملے گا، وہاں سے پھر کوئی نہیں نکلے گا، بطور مہمان یا معائنہ داخلہ ہو تو لازوال نہیں ہوتا۔ جیسا کہ معراج کی رات حضور بہشت میں تشریف لے گئے اور پھر آ بھی گئے۔ باقی رہا وہاں ابلیس کا گزر کیسے ہوا اور وسوسہ اندازی اس کے لیے کیسے ممکن ہوئی؟ تو غرض ہے کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ شیطان خارج سے نہیں آیا تھا، بلکہ پیدا انشی طور پر ایک ابلیس اور ایک فرشتہ ہر انسان کے ساتھ ساتھ رہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہیں اور یہ بالکل اسی طرح جس طرح ایک انسان کے اپنے اعضاء۔ حضور گوار شاد ہے:

ما منکم من احد الا وکل به قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال وایای ولكن اللہ تعالیٰ اعاننی علیہ فلا یأمرنی الا بالحق (مسلم: ۲۲۱/۲)

کیونکہ اس دارالامتحان کا یہی فطری تقاضا ہے۔

یہاں سے نکل جاؤ: اب حکم ہوتا ہے کہ دونوں یہاں سے تشریف لے جائیں۔ وقال اھبطا منها جمیعاً (پ ۸۔ طہ ۲۷) چونکہ حظ نفس کے چرکے بیدار ہو گئے تھے جس کی وجہ سے باہم آویزش کے امکانات بھی ابھر آئے تھے، اس لیے فرمایا: وہاں ایک دوسرے سے تمہاری چپقلش رہے گی۔ بعضکم لبعض عدو (ایضاً) اس کے بعد پوری نسل کے لیے زمین کو ہی مسکن بنا دیا، وہاں ہی مرنا، جینا اور مر کر وہاں سے پھر ظاہر ہونا، ان کا مقدر بنا دیا۔

قلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین قال فیہا تحبون و فیہا تموتون ومنہا تخرجون (پ ۸۔ اعراف ۲۷)

پھر پوری نسل انسان کو اس المیہ سے آگاہ کر کے تنبیہ فرمائی کہ کہیں تم اس کے زرخیز میں نہ آجانا۔

یبنی آدم لا یفتشکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنة (پ ۸۔ اعراف ۳۷)

میری ہدایت اور رہنمائی جب تمہارے پاس پہنچے تو جس نے اس کا اتباع کیا وہ پھر گم گشتہ جنت پالے گا اور راستہ کہیں بھی نہیں بھٹکے گا۔

فاما یاتیتکم من ہدی فمن اتبع ہدی فلا یضل ولا یشقی (طہ ۷۷)

مگر اس پہلے مرحلہ کے بعد جو نسل انسانی آگے بڑھی ابلیس بھی اپنی ذریت کے ساتھ اور تیز ہوتا گیا اور اپنے منصوبے کے مطابق ان کو اپنے جال میں لاکر شکار کرتا رہا۔ مثلاً

اعمال کی دل فریبی۔ شیطان کے ہتھکنڈوں میں سے ایک چربہ یہ ہے کہ انسان جو بھی کام کرتا ہے اس کے لیے اس میں دل فریبی پیدا کر دیتا ہے۔ دل فریبی کے رنگ کئی ہوتے ہیں، (۱) بدعت کو عبادت بنا کر اس کی نگاہ میں جاذب کر دیتا ہے، (۲) لطف حاضر کو وعدہ فردا پر ترجیح دینے کی تحریک پیدا کر دیتا ہے، (۳) خوش فہمی میں مبتلا کر کے ٹٹنی دیتا ہے۔

وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون (پ ۷۔ الانعام ۵۷) واذین لھم الشیطان اعمالھم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس (پ ۱۰۔ انفال ۷۷) وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن السبیل فھولا یتھدون (پ ۱۹۔ نحل ۲۷)

تنگدستی کا ڈر: انسان کی سب سے بڑی کمزوری روزی کی تنگی کا اندیشہ ہے۔ اس لیے شیطان یہ حربہ استعمال کرتا ہے کہ (۱) راہ حق میں خرچ کیا تو تنگ دست ہو جاؤ گے (۲) اگر حق و راستی پر مبنی کاروبار کیا تو دیوالیہ ہو جاؤ گے، اس لیے جائز اور ناجائز کی بک بک میں نہ پڑیں، جس طرح بن پڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کمائیں۔ (۳) حاملین حق عموماً زیر دست ہوتے ہیں، زبردست عموماً وقت کے فرعون اور قارون بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ بات اس کو سمجھاتا ہے کہ زیر دستوں کے ہمراہ چلو گے تو بھوکے مر جاؤ گے، زبردستوں کا ساتھ دو گے تو وارے نیارے ہوں گے۔

الشیطان یعدکم الفقر ویأمرکم بالفحشاء (پ ۳۔ البقرہ ۷۷)

پھوٹ ڈالنے کا ایک ساحرانہ انداز: شراب کی مستی سینکڑوں بُرائیوں کی جڑ ہے۔ ان میں سے ایک ”جھگڑا“ بھی ہے۔ یہی حال جوئے کا ہے۔ اپنے اپنے بتوں کی خوشنودی کے لیے جان ماری، بجائے خود دوسرے سے تصادم پر منتج ہوتی ہے، یہی حال عقیدت کے مختلف مراجع اور مراکز کا ہے۔ گو ایک ہی دن کی بات ہو لیکن اس میں اگر مرجع عقیدت مختلف ہوں گے تو یقیناً کلمہ جامعہ انتشار کی نذر ہو جائے گا، یہی کیفیت، وے ہم پر ستانہ فالوں اور پانسوں کی ہے کہ اندھے کے ہاتھ میں لٹھ تھمانے کے نتائج سر پھٹول ہی ہوگی۔ اس لیے شیطان ان چیزوں کو رواج دیتا رہتا ہے کہ اس کے ساتھ خدا بھی بھول جاتا ہے۔

انما الخمر والبیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون وانما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداۃ والبغضاء فی الخمر والبیسر ویصدکم من ذکر اللہ وعن الصلوۃ (پ ۷۔ مائدہ ۱۳)

چونکہ شیطان ازلی دشمن ہے، اس لیے وہ تمہیں لڑا کر خوش رہتا ہے۔

ان الشیطان یزغ بینہم وان الشیطان کان للانسان عدوا مبینا (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ۶)
وہ تمہیں الجھانے کے لیے آپ میں اپنے ڈھب کے لوگ لاگھیڑتا ہے تاکہ وہ تمہیں الجھائے رکھیں اور جھگڑا جاری رکھیں۔

ان الشیطان لیوحن الی اولیئہم لیجادلوکم (پ ۸۔ الانعام ۱۳)

معلوم ہوتا ہے کہ ایسی کج بحثی وہ خواہ دین کے نام پر ہو یا سیاست کے نام پر بہر حال وہ خدمت دین نہیں کہلا سکتی۔

طاغوت کے پاس مقدمہ: طاغوت ہر اس شے کا نام ہے جس کا خدا کے مقابلے میں انسان دم بھرتا ہے، ان میں سے ایک شیطان بھی ہے کیونکہ انسان اس کے کہنے پر زیادہ چلتا ہے۔ فرمایا کہ کہنے کو تو مسلمان ہیں مگر اپنے فیصلے اور کیس اس کے حوالے کرتے ہیں جو حق کی راہ مارتے ہیں۔

یزعمون انہم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امرنا ان یکفروا بہ ویرید الشیطان ان یضلہم ضلالا مبعدا (پ ۵۔ النساء ۹)

سبز باغ دکھاتا ہے: شیطان سبز باغ دکھا کر مارتا ہے اور جھوٹی آرزوؤں میں چور رکھ کر اُلو بناتا ہے۔

یعدہم ویمنیہم وما یعدہم الشیطان الا غورا (پ ۵۔ النساء ۱۸)

قابو پا کر خدا سے غافل کرتا ہے: جب انسان پر سوار ہو جاتا ہے تو اُسے سب سے پہلے خدا سے بے تعلق اور اس کی یاد سے غافل کر دیتا ہے۔

استحوذ علیہم الشیطان فاتسہم ذکر اللہ (پ ۲۸۔ البجادلہ ۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شیطان کا نزول ان پر ہوتا ہے: (۱) شیطان کے لئے جن لوگوں میں بڑی کشش ہے اور جو لوگ اس پر جان چھڑکتے ہیں، وہ جھوٹے اور بدکار لوگ ہیں۔

قل هل انبتکم علی من تنزل الشیطان تنزل علی کل افاک اثیم (پ ۱۹ - الشعراء ع ۱۱)

جو یاد خدا سے غافل ہو جاتے ہیں، شیطان ان کا جانا دوست بن جاتا ہے جو سفر حضر میں ہمراہ رہتا ہے اور ان کو راہ راست سے روکتا رہتا ہے مگر وہ اس خوش فہمی میں پڑے رہتے ہیں کہ سیدھی راہ پر چل رہے ہیں۔

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فہولہ قرین وانہم لیصدونہم عن السبیل ویحسبون انہم مہتدون (پ ۲۵ - الزخرف ع ۴)

دنیا میں یوں ساتھ رہا مگر جب قیامت ہوگی تو کہے گا: الہی! یہ دور ہوں۔

حتی اذا جاء تا قال یکیت بینی و بینک بعد البشر قین (ایضاً)

پر یہ بُرا سا تھی ہے، جب اسے چمٹا لیا تو پھر اس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔

ومن یکن الشیطان له قرینا نساء قرینا (پ ۵ - النساء ع ۶)

شیطان اور شیطان صف لوگ مل کر دعوت حق کی راہ روکنے کے لیے سازشیں کرتے ہیں۔ خوشنما بول گھڑتے ہیں تاکہ لوگوں کو ان کے ذریعے وہ شکار کر سکیں۔

وکذلک جعلنا لکل نبی عداو شیطین الانس والجن یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غروراً (پ ۸ - الانعام ع ۹)

نور فرمائیے! شیطان کی یہ ساری کارستانیوں کس طرح یہ چاروں طرف چھا رہی ہیں۔ انا للہ

انبیاء پر نازل کردہ کتب اور صحیفوں میں درایت، نفس و طغوت کی دلفریب باتیں، اوہام پرستانہ ذہنیت اور بدعت کی یوں آمیزش کرتے ہیں کہ وہ بجائے خود ”تعبیر وحی“ بن جاتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ ایک کے بعد دوسرے رسول کو بھیجتا رہا ہے۔

وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللہ ما یلقى الشیطان ثم یحکم اللہ ایتہ (پ ۱۷ - الحج ع ۷)

یابہ کہ داعی حق پر بعض ایسی آیات نازل ہوتی ہیں جن کو لے کر شیطان یا شیطان صفت لوگ لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان تشابہات کے مقابلے میں دوسری محکم آیات نازل فرما دیتا ہے جس کے بعد شیطان شکوک و شبہات کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے۔ قیامت میں یہ آنکھیں بھی نہیں ملائے گا:

ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تَلُوْا مَوْنٰی وَلَوْ مَوْا اَنْفُسَكُمْ وَمَا اَنَا بِمَصْرُخٍ وَمَا اَنْتُمْ بِمَصْرُخٍ (پ ۱۳ - ابراہیم ع ۴)

بے شک خدا نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا (سو اس نے پورا کیا) اور وعدہ تم سے میں نے میں کیا تھا مگر میں نے تمہارے ساتھ وعدہ خلافی کی اور تم پر میری کچھ زبردستی تو تھی نہیں۔ بات تو اتنی تھی کہ میں نے تم کو (اپنی طرف) بلایا، دعوت دی، تم نے میرا کہا مان لیا تو اب مجھے الزام نہ دو، اپنے کو کو سو! (اب) نہ تو میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم۔

بلکہ انسان کو گمراہ کر کے اور مصیبت میں ڈال کر قیامت میں یہ مکاریہ جواب بھی ان کو دے گا کہ مجھے تو اللہ سے ڈر لگتا ہے، میں تو تم سے الگ ہوتا ہوں۔

اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اَكْفِرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْكَ اِنَّیْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ (پ ۲۸ - الحشر ع ۲)

بے محل اور بے تحاشا خرچ: مال و دولت اللہ کی نعمتیں ہیں، ان کے ذرے ذرے کا حساب ہو گا مگر شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگ زیادہ اور بے محل لائیں تاکہ حساب کتاب سے بوجھل ہو جائیں اور قیامت میں اس کے بوجھ سے ان کا بیڑا غرق ہو۔ اس لیے فرمایا یہ شیطان کے بھائی ہیں۔

اِنَّ الْمُبْذَرِیْنَ كَانُوْا اِخْوَانُ الشَّیْطَانِ (پ ۱۵ - بنی اسرائیل ع ۳)

اہل حق کے خلاف خفیہ میٹنگیں: ذریت ابلیس یعنی وہ لوگ جو شیطان کے بندے ہیں، اہل حق کو ہراساں کرنے، ان کی تحریک کو نقصان پہنچانے کے لیے خفیہ میٹنگیں اور سازشیں کرتے ہیں مگر ہوتا وہی ہے جو رب کو منظور ہوتا ہے۔

اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطَانِ لِيَحْزَنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیْسَ بِضَارٍّ لِّهُمْ شَیْءٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (پ ۲۸ - المجادلہ ع ۲)

قرآنی علاج: شیطان کا جب حملہ ہو تو فرمایا: پہلے وہ مجلس اور جگہ چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوں۔

وَاَمَّا یَنْسِفُكَ الشَّیْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ (پ ۷ - الانعام ع ۸)

دوسرا یہ کہ: **اعوذ پڑھے: اَمَّا یَنْزِعُكَ مِنَ الشَّیْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (پ ۲۴ - حم السجدہ ع ۸)**

تیسرا یہ کہ: فوراً سنبھل جائیں۔ غلطی ہوئی ادھر آنکھیں کھل گئیں۔

اِذَا مِمَّ طُفٍّ مِنَ الشَّیْطَانِ تَذٰکُرًا فَآثَرُ اَھْمٍ مَّبْصُورٍ (پ ۱۹ - اعراف ع ۲۴)

اگر سنبھلنے اور استغفار کے بجائے بے حس رہے تو پھر وہ معصیت طبعیت ثانیہ بن جائے گی جس کے نتائج خطرناک ہو سکتے ہیں۔

وَ اِخْوَانُھُمْ یَمْدُوْهُمْ فِی الْغٰی ثُمَّ لَا یَقْصُرُوْنَ (ایضاً)

احادیث میں شیطان کا تعارف: قرآنی آیات میں شیطان کا جو تعارف تھا آپ نے پڑھ لیا۔ اب چند سطوریں حدیث کی بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ کے رسول سے بھی باز نہیں آتا: حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں کہ حضور نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو **اعوذ باللہ منک** (میں تجھ سے اللہ

سے پناہ مانگتا ہوں) کہا، پھر کہا **العنک بلعنة اللہ** (میں تم پر خدا کی لعنت بھیجتا ہوں) کہا اور تین دفعہ ہاتھ آگے بڑھایا، پھر ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو

فرمایا کہ: اللہ کا دشمن آگ کا انگارہ میرے منہ میں چھوڑنا چاہتا تھا، تو تین دفعہ میں نے خدا کی پناہ مانگی اور تین بار اس پر لعنت کی مگر وہ پیچھے نہ ہٹا، پھر میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے اسے پکڑنا چاہا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعایاد آگئی۔ **لا صبح موثقاً فلعب بہ ولدات اہل البدینہ** (مسلم) ورنہ میں باندھ دیتا اور مدینے کے لونڈے اس سے کھیلتے (مسلم)

سب کے ساتھ لگا ہوا ہے: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ: شیطان سب کے ساتھ لگا ہوا ہے، عرض کی حضور! آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: ہاں! پر اللہ تعالیٰ نے اسے میرے لیے رام کر دیا ہے۔ اب: **فلا یا مرنی الابحق (او قال الابخیر)** مجھے حق کے سوا کچھ نہیں تلقین کرتا۔ (مسلم)

نومولود بچے کو کچھ کے: حضور ﷺ فرماتے ہیں جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان بچے کے سرین پر چنگی لیتا ہے، جس کی وجہ سے بچہ چلاتا ہے۔ **الا ابن مریم وامہ** لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت مریم علیہ السلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ (مسلم)

نماز میں چھیڑتا ہے: نمازی کو نماز میں چھیڑتا ہے۔ ایک صحابی نے حضور سے اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اس شیطان کا نام خرب ہے۔

شیطان کی تھکی: جب انسان سو جاتا ہے تو اس کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے، پھر ہر گرہ پر تھکی دیتا ہے کہ ابھی رات لمبی ہے سو جا! اگر وہ جاگ کر رب کو یاد کرتا ہے تو کھل جاتا ہے، پھر اٹھ کر جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتا ہے، جب نماز پڑھنے لگتا ہے تو تیسری بھی کھل جاتی ہے۔ پھر ہلکا پھلکا اور مسرور ہو کر صبح کرتا ہے ورنہ سست اور خبیث النفس حالت میں صبح کرتا ہے۔ (مسلم)

شیطان رات کو پھیل جاتے ہیں: آپ فرماتے ہیں، رات ہوتے ہی شیطان پھیل جاتے ہیں، جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو بسم اللہ پڑھ کر دروازے بند کر دیا کرو، شیطان داخل نہیں ہوتا، نہ دروازے کھولے گا، اپنی مشک کا منہ باندھ دیا کرو، برتن ڈھک دیا کرو۔ **اطفئوا مصابیحکم** (مسلم): چراغ بجھا دیا کرو۔

نماز میں جمائی: نماز میں جمائی آئے تو فرمایا: **فلیکظم ما استطاع** جہاں تک ممکن ہو اسے روکے، کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

نماز میں بُرے خیالات لاتا ہے، حضور کیا کروں۔ فرمایا: نماز پوری کیجئے۔ یہ تو تا آخر اسی طرح کرتا جائے گا۔ (موطا مالک)

ولہان نامی شیطان: ولہان نامی ایک شیطان ہے جو وضو کے سلسلے میں وسوسے پیدا کرتا رہتا ہے، اس سے بچئے!

یقال لہ الولہان فاتقوا وسواس الہاء (ترمذی) یہ اس لیے فرمایا کہ اگر کوئی وضو کے سلسلے میں مطمئن نہ رہا تو نماز میں یکسوئی کہاں نصیب ہوگی۔

خدا کو کس نے بنایا: حضور فرماتے ہیں کہ شیطان آتا ہے جس کی وجہ سے انسان سوچنے لگتا ہے کہ فلاں شے کو کس نے بنایا اور فلاں کو کس نے بنایا ہے اور فلاں کو کس نے بنایا؟ یہاں تک کہ وہ کہنے لگتا ہے کہ خدا کو کس نے بنایا ہو گا؟ فرمایا: **فلیستعن باللہ ولینتہ** (بخاری مسلم) اللہ کی پناہ مانگئے اور سوچنا چھوڑ دیجئے۔

پہلا سوچنا تو عبادت تھا، اب کفر! اس لیے فرمایا کہ اب رک جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فرمایا جب ایسا خیال آئے تو سورہ اخلاص پڑھ کر داہنی جانب تف کرے (ابوداؤد)
رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے: فرمایا شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے

یجرى من الانسان مجرى الدم (بخاری مسلم)

شیطان کا سب سے بڑا مقرب: شیطان اپنا تخت پانی پر بچھا کر اپنا لاؤ لشکر ادھر ادھر پھیلا دیتا ہے ان میں سے جو سب سے بڑا فتنہ گر ہوتا ہے وہ سب سے زیادہ اس کا مقرب ہوتا ہے اس لیے سب کی رپورٹ لیتا ہے، سب سے کہتا ہے، تم نے کچھ نہیں کیا، یہاں تک کہ ایک شیطان آکر کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی میں تفریق کر دی ہے تو اسے سینہ سے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے، کرنے کا کام تو نے کیا ہے (مسلم)
ناچاقی و جدال: فرمایا: شیطان اس بات سے تو مایوس ہو گیا ہے کہ اب کوئی نمازی اس کی پوجا کرے۔ لیکن باہمی جنگ و جدال سے مایوس نہیں ہے۔ (مسلم)

شیطان کا تصرف: فرمایا: شیطان اور فرشتہ دونوں تصرف کرتے اور دخل دیتے ہیں.... شیطان شر کی دھمکی دیتا ہے اور حق کو جھٹلانے کو کہتا ہے۔ (ترمذی)

جب عورت گھر سے نکلتی ہے: فرمایا جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو **(استشر فہا الشیطان)** شیطان اس کے پیچھے ہو لیتا ہے۔

شیطان کی نشست: فرمایا: آدھا دھوپ میں اور آدھا سایہ میں بیٹھنا، شیطان کی نشست ہے (حدیث)

ایک پاؤں میں جوتا: ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے۔ کیونکہ ایسا کام شیطان کا ہے۔

بائیں ہاتھ سے کھانا: فرمایا: شیطان بائیں ہاتھ سے کھانا پیتا ہے، اس لیے ایسا کوئی صاحب نہ کرے۔ ورنہ شیطان شریک ہو جاتا ہے۔ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنی چاہیے، ورنہ شیطان اسے اپنے لیے حلال تصور کرتا ہے۔

بسم اللہ: کھانا کھاتے وقت بسم اللہ بھول جائے تو **بسم اللہ اولہ و آخرہ** کہے، فرمایا پھر شیطان کھایا پیتے کر دیتا ہے۔

گدھے کی آواز: جب گدھے کی آواز سنو تو **”اعوذ“** پڑھو، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر چیختا ہے۔

منتر نشتر: فرمایا یہ: **من عمل الشیطان** (ابوداؤد) یہ ایک شیطانی کام ہے (اکثر روایات مشکوٰۃ سے ماخوذ ہیں)

شیطان کی شرارت: حضرت ابن مسعود نے اپنی بیوی کے گلے میں دھاگا دیکھا تو توڑ ڈالا، بیوی نے کہا کہ اگر یہ غلط ہے تو پھر اس سے آرام کیوں آجاتا ہے۔ فرمایا یہ شیطان کی کارستانی ہے۔

انما ذلك عمل الشیطان کان یغسها بیدہ فاذا رتی کف عنها (ابوداؤد)

یہ شیطان کی حرکت تھی وہ ہاتھ سے آنکھوں کو کرید کر تاتھا جب وہ منتر جنتر پڑھتا تو شیطان کریدنا روک دیتا تھا (جس سے تم سمجھے کہ یہ منتر کا اثر ہے)

معلوم ہوا کہ اوہام اور بدعت کے باوجود لوگوں کی جو مرادیں پوری ہو جاتی ہیں، اس لیے نہیں ہوتیں کہ وہ سارے ٹوٹے برحق ہوتے ہیں بلکہ ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں شیطان ان سے تعاون کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے۔

اوقات شیطان: آپ نے دوپہر کے وقت سورج ڈوبتے یا نکلنے کے وقت میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے: کیونکہ یہ شایان کے اوقات ہیں۔ (مسلم وغیرہ)

سورہ بقرہ: فرمایا گھروں کو قبرستان نہ بنا ڈالو، جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہے۔ شیطان اس میں داخل نہیں ہوتا۔

رمضان میں جکڑ دیئے جاتے ہیں: جب ماہ رمضان آتا ہے تو **وصفت الشیاطین** (موظا مالک) شیطان باندھ دیئے جاتے ہیں۔ نبی کی صورت نہیں بن سکتا۔ شیطان میں ہر رنگ بدلنے کی استطاعت ہے مگر نبی کریم ﷺ کی صورت کے مشابہ شکل نہیں بنا سکتا۔ **لا ینبغی للشیطان ان یتشبہ بی (او کما لقال)**

بزرگوں کے ارشادات

امام ثوری۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں۔ شیطان کو سب سے زیادہ بدعت پسند ہے، کیونکہ لوگ گناہ سے توبہ کر لیتے ہیں مگر بدعت سے نہیں۔ (کیونکہ یہ تو ان کی عبادت ہوتی ہے)

البدعة احب الی ابلیس من المعصية لان المعصية یتاب منها والبدعة لا یتاب منها

خلاصہ: حضرت آدم علیہ السلام اپنے خصائص انسانیت اور علمی شرف و مزیت کی بنا پر جب ملائکہ پر آشکارا ہو گئے تو فرشتوں نے حق تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کے حضور سجدہ ریز ہونے میں کوئی تاہل نہ کیا اور سجدہ میں گر گئے، ہاں ابلیس نے ازراہ رقابت حسد اور تکبر انتہائی حقارت کے ساتھ خدا کے حکم کی تعمیل سے گریز کیا اور خوئے بد راہیانہ بسیار کے مطابق ”چونکہ چنانچہ“ کی طرح ڈالی اور حق تعالیٰ کے ارشاد کو خانہ ساز فلسفہ کی ترازو میں تولنے کی حماقت کیا اور راندہ گیا۔..... (مسلسل)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دارالافتاء

عزیز زبیدی، واربرٹن

اپنی قبر کے لیے پاک جگہ کی تمنا.... خانقاہ کے نام وقف

ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ:

- ۱۔ اگر کوئی شخص یہ وصیت کرے یا اس کی خواہش کرے کہ: اس کو کسی پاک جگہ، مقدس مقام اور نیک لوگوں کے پاس دفن کیا جائے تو کیا یہ جائز ہے؟ کیا اس سے اس کو فائدہ بھی پہنچ سکتا ہے؟
- ۲۔ کسی خانقاہ کے نام زمین، مکان یا مخصوص آمدنی وقف کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب واللہ اعلم بالصواب

پاک جگہ کی تمنا:

اس سے پہلے بھی یہ سوال اور اس کا جواب شائع ہو چکا ہے، شائد موصوف کی نظر سے وہ نہیں گزرا۔ مزید مکرر عرض ہے کہ: پاک جگہ کی تمنا کرنا جائز ہے، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر میں آتا ہے کہ جب ان کو یقین ہو گیا کہ موت بہر حال آکر رہے گی تو انہوں نے رب سے کہا کہ: الہی! تو پھر مجھے ارض مقدس سے قریب کر دیجئے! تقریباً پتھر پھینکنے کے فاصلہ پر۔

قال فلان: فسأل الله ان يديته من الارض المقدسة رمية بحجر (بخاری: ۱۷۸۱) باب من احب الدفن في الارض المقدسة او نحوها

باقی رہا تمنا؟ سواصل میں مطالعہ اس کا چاہیے! کہ اس کا محرک کیا ہے؟

کیا اس کی تہ میں یہ بات ہے کہ: وہ خود پاک ہستی ہے، اس لیے اپنی روح کی تسکین کے لیے ویسی سازگار فضا اور ماحول چاہتی ہے تو انشاء اللہ یہ حسرت ضرور رنگ لائے گی، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ دفن ہونے کے لیے حضرت عائشہؓ سے درخواست کی تھی۔

قال رايت عمر بن الخطاب قال يا عبدالله بن عمر اذهب الى ام المؤمنين عائشة فقل يقوأ عمر بن الخطاب عليك السلام ثم سلها ان ادفن مع صاحبی الحديث (بخاری کتاب الجنائز ص ۱۸۶) باب ما جاء في قبر النبی ﷺ

اگر صلحاء سے مسنون عقیدت اور مقامات مقدسہ سے خالص محبت کا نتیجہ ہے تو بھی اس امر کی گنجائش ہے کہ وہ اس کی تمنا کرے لیکن دیکھنا ہو گا کہ اس کی زندگی کو ان سے کچھ مناسبت بھی ہے؟ ورنہ یہی کہا جائے گا کہ سستی بخشش اور چور دروازے سے بہشت میں وہ گھسرنے کی کوشش کرنے لگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔ ایسے حال میں وہ بات کہی جائے گی جو حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت ابوالدرداءؓ سے فرمائی تھی۔

حضرت ابوالدرداءؓ نے حضرت سلمانؓ سے درخواست کی تھی کہ آپ ”ارض مقدس“ تشریف لے آئیں! آپ نے ان کو لکھا کہ زمین نہیں، عمل انسان کو پاک کرتا ہے۔

ان ابا الدرداء كتب الى سلمان ان هلم الى الارض المقدسة فكتب اليه سلمان ان الارض لا تقديس احد وانما يقديس الانسان عمله (موطا مالك، جامع القضاء كراهية)

اہل بدعت کے لیے اس قسم کی تمنا کہ صالحین کے جوار میں جگہ ملے، اخروی لحاظ سے ہو سکتا ہے کہ ان کے لیے مضر ہے کیونکہ شخصیت پرستانہ ذہنیت سے آزاد ہو کر ایسی پاک فضا اور معصوم ماحول کی تمنا کرنا ان کے لیے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ کیونکہ دنیا میں بھی وہ غیر اللہ کی پناہ ڈھونڈتے رہے ہیں اور مرنے کے لیے بھی کچھ اس قسم کے غیر اللہ کی پناہ تلاش کرتے ہیں۔

تاریخ و سیر سے پتہ چلتا ہے کہ بعض بزرگ ہستیاں ایسی بھی تھیں جنہوں نے پاک لوگوں کے جوار سے پرے رکھنے کی وصیت کی کہ میں کس منہ سے ان کے پڑوس کی تمنا کروں، چنانچہ حضرت صدیقہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے بھانجے حضرت ابن زبیر سے وصیت کی تھی کہ مجھے حضور اور شیخین کے ہمراہ دفن نہ کرنا۔

انہا اوصت عبد اللہ بن الزبیر لا تدفنی معہم ادفن مع صواحبی بالبقیع لا اری بہ ابدًا (بخاری ایضا: ۱۸۶۱)

امام ابن حجر نے اس کے دو معنی بیان کیے ہیں، ایک یہ کہ حضور کے پاس دفن ہو کر دوسری ازواج مطہرات پر میں اپنی برتری ثابت کرنا نہیں چاہتی۔ دوسرے یہ کہ واقعہ جمل کے بعد آپ وہاں دفن ہونے سے شرمائیں کہ اب کس منہ سے؟ یہ سبھی کچھ ان کی خشیت الہی اور فروتنی کی بات ہے، ورنہ ان کا مقام بہت بلند ہے۔

ای الا یثنی علی بسببه و يجعل بذلک مزیة فضل ما وقع فی قصة الجبل فاستحیت بعد ذلک ان تدفن هناك (فتح الباری: ۲/۲۵۸ مصری)

حالانکہ کتاب و سنت سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا مقام بہت بلند تھا، رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ مگر اس کے باوجود سوچنے کا انداز منکسر نہ تھا۔ الغرض اس کی تمنا کرنا بڑی بات نہیں ہے لیکن اس کو چور دروازہ بنانا کچھ مفید بات نہیں۔ اس سے انسان پاک نہیں ہوتا مگر یہ کہ خدا قبول کر لے۔

وقف علی القبور: وقف سے غرض بوجہ اللہ موقوف علیہ (جن پر وقف کیا جائے) کی خدمت اور اعانت ہے۔ خائف ہیں بجائے خود ناجائز ہیں۔ ان کے نام کے اوقاف کہاں جائز ہو سکتے ہیں؟ پاک و ہند میں بالخصوص احناف کی کثرت ہے اور اسی مسلک کے لوگوں نے یہ خانقاہ بنا رکھے ہیں۔ اس لیے ہم انہی کے بزرگوں کے ارشادات پیش کرتے ہیں تاکہ ان کی سمجھ میں آجائے۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ، قبر سے جو مٹی نکلے، بس وہی اوپر ڈال دی جائے، مزید نہیں، اس کو چونے گچ بنایا جائے یا مٹی سے لپی جائے یا اس کے پاس کوئی مسجد بنائی جائے یا اس پر کوئی نشان لگایا جائے یا اس پر کچھ لکھا جائے؟ تو یہ سب مکروہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ولا نری ان یزاد علی ما خرج منه و نکره ان یخص او یطین او یجعل عندہ مسجداً او علماً او یکتب علیہ
(کتاب الآثار امام محمد)

کپی اینٹ کی قبر بنانا یا اس میں داخل کرنا بھی مکروہ ہے اور یہی اقوال امام ابو حنیفہ کا ہے۔

ویکره الاجران یبني به او یدخل القبر.... وهو قول ابی حنیفہ (ایضاً)

یہ سب باتیں خانقاہوں کی ہوتی ہیں۔ جب یہ چیزیں جائز ہی نہیں تو ان کے لیے وقف چہ معنی؟ آخر قبر کے لیے وقف کیوں؟ عمارت کے لیے؟ وہ جائز نہیں؟ آراستہ کرنے کے لیے؟ وہ بھی جائز نہیں! خدام کے لیے؟ ان کی یہاں کیا ضرورت؟ عرس کے لیے؟ تو بھی ممنوع! آنے جانے والوں کے لیے؟ تو یہاں آنے کی کیا ضرورت؟ زیارت قبور کے لیے؟ سو اس غرض کے لیے کوئی جاتا ہی نہیں۔ جو جاتے ہیں وہ قلیل ہوتے ہیں۔ ان کے لیے اتنے عظیم وقف کی حاجت ہی نہیں ہوتی۔

ہو سکتا ہے کہ ”ایصال ثواب“ کی نیت ہو۔ تو پھر وقف کسی اور کے نام ہوتا، قبر اور خانقاہ کے لیے کیوں؟ اسے ثواب اور اسی کے نام وقف؟ ایک لطیفہ ہے۔

حضرت امام شوکانی لکھتے ہیں کہ وقف علی القبور بالکل باطل ہے۔ ان کو اونچا رکھنا ہے تو وہ حضور کے ارشاد کے خلاف ہے کیونکہ آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ ہر اونچی قبر مسمار کر دو۔ ان تزئین مقصود ہے تو وہ بھی فتنہ کا باعث ہے۔

واما الوقف علی القبور.... فلا شک فی بطلانہا لانہا رفعہا قد ورد النہی عنہ کما فی حدیث علی: انہ امرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لا یدع قبر اشرفا الا سواہ.... و كذلك تزیتہا و اشد من ذلك ما یجلب الفتنة علی زائرہا لوضع الستور الفائقة و الاحجار النفسية و نحو ذلك..... و بالجملة فالوقف علی القبور مفسدة عظيمة و منکر کبیر (الدراری المزیہ: ص ۱۴۴)

اس کے علاوہ یہ وقف حضرت ابو بکر الصدیقؓ کے ارشاد کے بھی خلاف ہے، کیونکہ آپ کا ارشاد ہے کہ:

الحی اخرج الی الجدید من البیت (موطا مالک باب ما جاء فی کفن البیت)

مردے سے زیادہ زندہ کونئے کپڑے کی ضرورت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس چیز کا زندہ ضرورت مند ہے، مروں پر ان کو ترجیح نہ دی جائے، مثلاً اوقاف ہیں یا ان کے لیے عمارتیں اور غلاف ہیں یا وہاں چہل پہل اور رونقیں ہیں، ان کے لیے بعض سہولتیں ہیں جائز نہیں ہیں، ان سب کے حاجت مند زندہ ہیں، مردے نہیں ہیں۔ اس لیے خانقاہوں کے جتنے اوقاف ہیں جائز نہیں ہیں، ورنہ وہی کچھ ہو گا جو کچھ دیکھنے میں آرہا ہے۔

ابتدائی میں صلحاء نے بزرگوں کے مقابر کے پاس اپنی تربیت گاہیں قائم کی تھیں کیونکہ دوسری جگہ اگر قائم کرتے تو حکومتیں ان کو شک کی نگاہ سے دیکھتیں۔ اس لیے ان تربیت گاہوں کو زندہ رکھنے کے لیے خانقاہوں کے نام اوقاف جاری کیے گئے تھے گو نیت نیک تھی مگر بنیاد غلط پڑ گئی تھی، اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لیے اب اس کے غلط بلکہ حوصلہ شکن نتائج نکل رہے ہیں۔ عافیت راہ سنت اختیار کرنے پر موقوف ہے اور صرف راہ سنت پر۔ بہر حال اب وہ تربیت گاہیں بھی نہیں رہیں بلکہ وہ معصیت اور بدعت کے اڈے بن گئے ہیں اس لیے جس قدر جلدی ممکن ہو ان کو ختم کیا جائے۔ قبریں مقام عبرت ہیں مقام تجارت نہیں ہیں۔



نزل قرآن اور رشد و ہدایت کا ماہ مبارک ماہ رمضان..... تزکیہ و طہارت کا مہینہ قرب و وصال کی گھڑیاں، ایام صیام کی ساعتیں

دنیا اپنا ایک مزاج اور اسلوب رکھتی ہے، جس طرح اس کو بالکل نظر انداز کرنا اس کے فطری حقوق اور احترام کے بالکل منافی ہے، اسی طرح اس کو بالکل آزاد اور آوارہ چھوڑ دینا بھی نادان کے ہاتھوں میں پچھری تھا دینے کے مترادف ہے۔

اپنے انداز زیست کے لیے دنیا جو نظام تمدن تخلیق کر پاتی ہے۔ اس کے تین رنگ اور تین ہی اسلوب ہیں:

تمدن حسی: اس کی ساری عمارت حواس، اس کی تخلیقات اور نتائج کی اساس پر قائم ہے۔ یہ ایک ایسا عوامی تمدن ہے جس میں انسانی معاشرہ کے لیے بلا کی کشش پائی جاتی ہے۔ کیونکہ جیسا یہ سہل ترین ہے۔ ویسا ہی انسانی خواہشوں کی تسکین اور شاد کامی کے لیے سب سے لذیذ اور قرب تر بھی یہی ہے، اغراض، مصالح، ذاتی منفعت اور نقد حظ نفس کے لیے یہ تمدن ایک پُرکشش، مزیدار اور ایک کیف اور دسترخوان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس میں اجتماعیت کے مقابلے میں انفرادیت یعنی ”نفسی نفسی“ کا رنگ غالب ہے اور اجتماعیت بھی جہاں اور جیسا کچھ پائی جاتی ہے وہ بھی چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح نجی اور شخصی اغراض کے خمیر پر قائم ہے۔ الغرض یہاں حواس کی پوری دنیا ”لذتیت اور بھیمی خواہشات“ کی تکمیل کے لیے سرگردان ہے اور ان کی چاکری میں شب و روز مصروف ہے۔

عقلی تمدن: یہ وہ نظام ہے جو تمدن حسی کو ”معقولیت“ کی راہ پر ڈالنے کے لیے کچھ سفارشیں مہیا کرتا ہے لیکن جزوی طور پر تو کسی حد تک اس کی سن لی جاتی ہے مگر ایک نظام کی حیثیت سے عملاً وہ کہیں بھی برپا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے معنوی مقاصد کے لیے رہنمائی حاصل کرنے کے بجائے اب اس کے ذمے یہ ڈیوٹی بھی لگادی گئی ہے کہ ”منفعت عاجلہ اور لذت ذائقہ“ کے انواع والوان تلاش کر کے وہ ”کام و دہن“ کی تسکین کے لیے وسائل کا بھی کھوج لگائے۔ دراصل اس ”عقلی تمدن“ میں جو عقل کار فرما ہے، وہ عقل حیوانی ہے جو انسان کے صرف حیوانی تقاضوں کا احساس رکھتی ہے اور اسی حد تک انسان کے لیے مشعلیں روشن کرتی ہے جس سے بالآخر وہ تاریخی بڑھتی ہے جس سے انسانی مستقبل مزید تاریک ہو جاتا ہے۔

رہبانی اور اشراقی تمدن: یہ تمدن مادہ پرستی اور حواس کی غلامی کی بالکل ضد ہے۔ ان کا نظریہ ہے کہ جسم کو اسی حد تک گھلاؤ کہ روح کو وہ چھوڑ دے اور اس قفس عنصری سے طائر روح کے لیے آشیانہ کی طرف پرواز کرنا آسان ہو جائے۔ ان کا خیال ہے کہ لذتیت، جسم و جان کے تعلق کو مضبوط کرتی ہے۔ اس لیے نفس کشی پر اصرار جاری رکھا جائے تاکہ اس مادی ڈھانچے سے بیزار ہو کر روح خود بخود اپنے مرکز کی طرف سفر کر جائے۔

ہمارے نزدیک یہ تینوں نظام، انسان کے حال اور مستقبل کے لیے سخت مضر ہیں، ان کی وجہ سے انسان ماہ و انجم کی بلندیوں کو مسخر کر لینے کے باوجود ”قعر مذلت اور سفلی زندگی“ جیسے گڑھوں سے نکل نہیں سکا اور نہ آئندہ ان سے اس کی توقع ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حسی تمدن، سرتاپا بھی ہے، عقلی تمدن نسبتاً بہتر ہے لیکن جو چالو ہے وہ حیوانی عقل پر مبنی ہے۔ کیونکہ وہ حسی تمدن کا حصہ ہے اور زیادہ تر یہی برپا ہے، رہی عقل سلیم کی بات؟ سو تنہا اس کا کہیں وجود نہیں پایا جاتا۔ اشراقی تمدن، دراصل ترک دنیا کا نام ہے، جو بہر حال مضرت کے لحاظ سے حسی تمدن سے کم نہیں ہے۔

ان کے مقابلے میں ”اسلامی تمدن اور طرز معاشرت“ جو ایک ایسی اساس پر قائم ہے جو مندرجہ بالا تینوں کے محاسن کا مجموعہ ہے اور ان کی بینات سے منزہ اور پاک ہے یعنی آوارہ دنیا ہے نہ ترک دنیا بلکہ یہ ”باخدا دنیا ہے“ اور صرف ”باخدا دنیا“ اسلام میں جو ”عبادت“ کا تصور پایا جاتا ہے، وہ ”فراری“ نہیں ہے کہ دنیا کو چھوڑ کر کوئی کام کیا جاتا ہو بلکہ ”دنیا کو باخدا“ گزارنے کا نام عبادت ہے اس لیے حکم ہے کہ:

ادخلوا فی السلم کآفۃ ”اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ“

یعنی مسلم کی پوری زندگی مومنانہ ہونی چاہیے، اس لیے مسلم کا ہر لمحہ اور اس کی زندگی کا ہر پہلو عبادت بن جاتا ہے۔ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جیسی اسلامی عبادات دراصل مسلم کی عمومی زندگی اور مومنانہ سفر حیات سے ہٹ کر کوئی اقدام نہیں ہے بلکہ یہ بھی اس کی عمومی زندگی کی ایک مبارک کڑی ہے مگر اس فرق کے ساتھ کہ تعلق باللہ اور صبغۃ اللہ کے رنگ کے پھیکا پڑ جانے کے جو امکانات پیدا ہو جاتے ہیں بس اس کو کنٹرول کرنے کے لیے یک رنگی کی یہ ایک صورت ہے جو پیدا کر لی جاتی ہے۔ **اللہ اللہ خیر سلا۔**

ان عبادات میں ”روزہ“ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ دیکھئے تو روزے دار مصروف کار بھی ہے۔ سوچئے! تو دل اس کا سوئے یار بھی ہے بظاہر وہ دکان میں بیٹھا ہے لیکن باطن میں معیت الہی کے احساس سے ہمکنار بھی ہے۔ دیکھئے میں لوگوں کی انجمن اور محفل میں براجمان بھی ہے مگر حال یہ ہے کہ وہ تنہا بھی ہے، روٹی کما بھی رہا ہے اور روٹی سے بیزار بھی ہے۔

سوشلزم اور دنیا داروں کا اصرار ہے کہ: شکم کے تقاضے بہر حال پورے ہوں، خدا کہتا ہے کہ شکم سے بالاتر ہو کر حریم کبریا کے دیار کا سفر بھی کبھی کر دیکھئے! لوگ کہتے ہیں کہ ساری بے اطمینانیوں کی جڑ، زر، زمین اور زن کے سلسلے میں ”عدم مساوات“ ہے۔ اسلام کا ارشاد ہے کہ اصل بنائے فساد یہ (زر، زن اور زمین جیسے) وسائل نہیں ہیں بلکہ ان کو الہ، قاضی الحاجات، مطلوب بالذات اور بے خدا تصور کرنا ہی بگاڑ کی اصل بنیاد ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ:

جس ماہ میں غزوہ بدر پیش آیا وہ پہلا ماہ رمضان تھا۔ جس میں روزے فرض ہوئے۔ (زاد المعاد: ۱/۱۶۰)

گو وہ گوشہ تنہائی میں خلوت گزین ہے مگر اللہ کی معیت کے احساس سے سرفراز بھی ہے، دیکھئے والوں کا کہنا ہے کہ وہ غیر اللہ سے ذرہ بھر بھی نہیں ڈرتا، لیکن اس کا حال یہ ہے کہ خشیت الہی سے ترساں بھی ہے، جب کوئی پاس نہیں ہوتا، اس وقت بھی حدود اللہ کا اسے پاس رہتا ہے۔ روزے سے انسانیت کو جلا نصیب ہوتی ہے۔ سرکش بھی خصائص کا زور ٹوٹتا ہے، مسرفانہ حیوانی تقاضوں کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے اور انسانیت ملکوتی خصائص سے آراستہ ہو کر گردن فراز ہو جاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ:

روزوں کی یہ ریت شروع سے چلی آرہی ہے اور ہر قوم پر یہ فرض رہے ہیں۔

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم (بقرہ)

اس مبارک ماہ میں اس قرآن حمید کا نزول ہوا جو ”کامل رہنمائی“ کا حامل ہے، رہنمائی روز روشن کی طرح دلائل و حقائق پر مبنی ہے ورنہ ایک آئینی تقاضے سے عہدہ برآ ہونے والی بات ہوتی، لیکن اس سے قلبی خلش اور ذہنی بوجھ سے چھٹکارا نہ ملتا اور وہ سرتاپا فرقان بھی ہے یعنی حق اور باطل، خیر اور شر، نیک اور بد، مضر اور نافع کے سلسلے میں اس کی تعلیمات اور فیصلے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں اور **لیلہا کنہا رھا** کے مصداق ہیں۔ عقل سلیم اور صالح نفسیات زبان حال سے بول اٹھتی ہیں کہ: گویا یہ بھی میرے دل میں تھا۔

شہر رمضان الذین انزل فیہ القرآن ہدی للناس و بینت من الہدی والفرقان (بقرہ)

ماہ رمضان میں اس کے نزول کی جو حکمت سمجھ میں آتی ہے وہ دراصل مبارک فضا ہے۔ جو قرآنی تعلیمات اور ہدایات کے لیے سازگار ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن حمید سے کسب فیض کے لیے فکر و عمل اور قلب و نگاہ کی طہارت ضروری ہے اگر سچی طلب، پیاس اور خدا جوئی کا جذبہ موجود نہ ہو تو قرآن پاک تعویذ نہیں ہے کہ وہ بے طلب کسی کو اپنے رنگ میں رنگ دے۔

اس لیے فرمایا کہ:

خدا کو تمہارے لیے آسانی منظور ہے سختی اور مشکل نہیں۔

یرید اللہ بکم العیسون ولا یرید بکم العسر (بقرہ)

یہ اس لیے فرمایا کہ: ماہ رمضان کے سچے روزوں کا یہ بالکل قدرتی نتیجہ نکلتا ہے کہ دینی تعلیمات اور قرآنی حقائق انسان کے لیے بوجھ کے بجائے روحانی غذا بن جاتے ہیں، اس لیے اسے ”یسر“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قرآن حکیم نے روزوں کی خود بھی جو حکمت بیان فرمائی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ:

روزوں کے سلسلہ میں قرآن حکیم نے جو ہدایات جاری کی ہیں اور آپ کی سہولتوں کے لیے جو کرم نوازی کی ہے، اس کی بنا پر آپ بھی اللہ تعالیٰ کا بول بالا کریں۔

اگر ایک روزے دار، پورا ماہ روزے رکھ کر اور قرآن کو سینہ سے لگا کر خدا کا بول بالا کرنے کے قابل نہیں ہوتا یا اس کے لیے مناسب اہتمام اور اقدام نہیں کر پاتا تو سمجھ لیجئے کہ سب کچھ کر کے آپ نے کھویا ہے پایا نہیں۔

دوسری یہ حکمت بتاتی ہے کہ:

تاکہ اس ہدایت کے ملنے پر آپ خدا کا شکر کریں۔

ولعلکم تشکرون (بقرہ ۱۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شکریہ کا مفہوم یہ ہے کہ:

حق تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کی تعمیل، احساس ممنونیت کے ساتھ کی جائے، ہمارے نزدیک یہ وہ سٹیج ہے جہاں پہنچ کر انسان کتاب و سنت کی تعلیمات اور تقاضوں کے لیے اپنے اندر ایک قدرتی پیاس محسوس کرتا ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ:

”انسان صحیح معنی میں مسلم اس وقت ہوتا ہے، جب قرآن کے فرمائے ہوئے اوامر و نواہی اس کی اپنی خواہش بن جائیں، یعنی وہ یہ نہ سمجھے کہ میں کسی حاکم یا آقا کے حکم و تسلط کے ماتحت فضائل اخلاق و عبادات پر کاربند اور ذمائم و قبائح نفس سے مجتنب ہوں بلکہ یہ چیزیں اس کی اپنی تمنا بن کر اس کے عمق روح سے اچھلیں، قرآن اس کے حق میں ایک تلخ اور شانی دوانہ رہے بلکہ ایک لذیذ اور زندگی بخش غذا بن جائے۔ منشاء الہی اور فطرت انسان میں مغائرت نہ رہے (ملفوظات اقبال ص ۷۰)

تیسری جو چیز قرآن حکیم کے سامنے ہے وہ بندوں کے تقویٰ کی نشوونما اور تکمیل ہے۔ **لعلکم تتقون (بقرہ ۲۳۷)**

تقویٰ کیا ہے؟ یہ اس بے چینی یا اندیشہ ہائے درون کا نام ہے جو ایک عاشق زار اپنے حبیب کے روٹھ جانے کے احساس سے اپن قلب و نگاہ کے نہاں خانوں میں سدا محسوس کرتا ہے۔ جیسے کوئی کہہ رہا ہو۔

اے برق تو ذرا کبھی تڑپی ٹھہر کئی

یا عمر کٹ چکی ہے اسی اضطراب میں

جہاں شب و روز بے کلی کا سماں برپا ہو، وہاں حق تعالیٰ جیسی قدردان ذات کریم کا یہ اعلان کچھ غیر متوقع نہیں رہتی کہ:

الصوم لی وانا اجزی بہ (بخاری) ”روزہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا“

روزہ دار اب اس پر کیوں نہ فخر کریں۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر

اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

رحمۃ اللعالمین ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

”جس شخص نے مؤمن ہو کر محض رب سے اجر پانے کے لیے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور رات کو قیام کیا اس کے پہلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“

من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ایمانا و احتسابا غفرلہ

ما تقدم من ذنبه الحدیث (بخاری و مسلم)

رحمۃ اللعالمین ﷺ اس ماہ میں جو دوسخاکی حد کر دیتے تھے، جیسی اندھیری چل پڑی ہو۔ (کالریح المرسلۃ۔ بخاری)

اطلق کل اسیر و اعطی کل سائل (بیہقی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”آپ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دیتے تھے۔“

اس مبارک ماہ میں قرآن پاک کا ایک ختم آپ ضرور کیا کرتے تھے اور جبرائیل علیہ السلام کے ہمراہ بیٹھ کر دھراتے تھے۔ (بخاری)
حضرت عمر جب قرآن حکیم کا ختم کرتے تو ایک اونٹ ذبح کیا کرتے تھے یعنی شکرانے کے طور پر۔ (سیرت ابو بکر)
حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل جیسے ائمہ بھی قرآن مجید کثرت سے ختم کیا کرتے تھے اور فرماتے کہ اس کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ (صفة الصلوٰۃ لابن الجوزی)

صحابہ رمضان کی مبارک راتوں میں اس قدر لمبا قیام کیا کرتے تھے کہ سحری کے فوت ہو جانے کا ان کو اندیشہ لاحق ہو جاتا تھا۔ قیام اللیل وغیرہ)
لیکن افسوس! آج کل قیام (تراویح) صرف ایک گھنٹہ مگر تعداد رکعت پر بحث شاید ساری رات۔ انا اللہ
الغرض: ماہ رمضان کے روزے انسانیت کو بہیمیت کے بوجھ سے ہلکا کر کے کتاب و سنت سے ہم آہنگی کے لیے ایک مبارک تقریب پیدا کر دیتے ہیں۔ کیا کوئی ہے کہ حق تعالیٰ کے اس احسان اور اکرام کا احساس کرے؟

یہ قرآن جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی ماہ میں نازل ہوا تاکہ اس سازگار فضا اور ماحول میں قرآنی رشد و ہدایت اور رحمتوں کو حرز جان بنا سکیں۔ غرض یہ ہے کہ تزکیہ و طہارت کا اہتمام ہو جائے تاکہ احکم الحاکمین کے پاک دربار اور باب الہی میں آپ باریاب ہو سکیں، اگر پورا ماہ روزے رکھ کر بھی آپ قرب و وصال کی اس دولت سے شاد کام نہ ہو سکے تو پھر یقین کیجئے کہ ماہ مبارک کے روزوں میں آپ سے کوتاہی ہو گئی ہے اور یہ بہت بڑا حرمان اور بد نصیبی ہے۔

من حرم خیرھا فقد حرم (نسائی۔ ابو ہریرہ)

ولا یحرم خیرھا الا کل محروم (ابن ماجہ۔ انس)

-----:-----

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مولانا عبد الحفیظ منیر بھٹوی۔ آزاد پیر جھنڈا۔ سندھ

ترمیم و اضافہ از ادارہ

عہدِ نبوی میں حافظانِ قرآن اور اس کی حفاظت

(قسط ۲)

۶۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ

نسب: ابواسحاق سعد بن ابی وقاص مالک بن اہیب بن عبد مناف بن مرہ القرشی الازہری۔

چھ آدمیوں کے بعد آپ ایمان لائے۔ آپ بھی عشرہ مبشرہ کی صف میں شامل ہیں۔ آپ ہی وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے اسلام کے راستے میں تیر چلایا جس کے نتیجے میں حضور کی دعا کے مستحق ٹھہرے۔ آپ نے دعا کی: **اللهم سددہ واجب دعوتہ** یعنی اے باری تعالیٰ اس کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھ اور اسے مستجاب الدعوات بنا۔ اسی دعا کا ثمرہ اللہ نے فتحِ قادسیہ اور فتحِ مدائن کی صورت میں دیا۔ نیز حضور نے آپ کے لیے وہ کلمات کہے جو تمام صحابہ کے لیے قابلِ رشک تھے یعنی آپ نے فرمایا تھا: **ادم فداک ابی و احمی**، آپ تیر چلائیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کو حضورؐ نے **ہذا خالی** کہہ کر پکارا تھا۔ آپ کی وفات میں اختلاف ہے۔ آپ ۵۸ھ اور ۵۸ھ کے درمیان فوت ہوئے۔ الاصابہ: ج ۲ ص ۳۰۔ اسد الغابہ: ج ۲ ص ۲۹۰۔ آپ کے بارے میں علامہ سیوطی نے ابو عبیدہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ حافظِ قرآن تھے۔ الاثقان: ج ۱ ص ۷۴۔

۷۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

نسب: ابو العباس عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی۔

آپ شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی۔ حضور ﷺ نے آپ کو سینے سے لگایا اور فرمایا: **اللهم علمہ الحکمۃ** یعنی اے اللہ اس کو ”دانائی“ سکھا۔ نیز فرمایا **اللهم فقہ فی الدین و علمہ التأویل**۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ الفاظ بھی فرمائے **علمہ الحکمۃ و تأویل الکتاب** یعنی بیک وقت چار چیزوں کے لیے دعا فرمائی جس کی وجہ سے آپ کو ”حید العرب“ ”حیدر الامۃ“ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اسی فراست کو دیکھ کر (جو حضور ﷺ کی دعا کا نتیجہ تھی) مجلسِ شوریٰ میں جگہ دی تھی حالانکہ یہ منصب کم ہی صحابہؓ کو نصیب ہوا۔ آپ ۶۸ھ میں طائف میں فوت ہوئے اور حضرت محمد بن علیؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ الاصابہ: ج ۲ ص ۳۲۲۔ اسد الغابہ: ج ۳ ص ۱۹۳۔ تہذیب الاسماء واللغات: ج ۱ ص ۷۴۔ الاستیعاب: ج ۱ ص ۷۲۔ **قرأ القرآن علی ابی بن کعب**۔ نیز آپ خود فرماتے ہیں **جمعت المفصل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** یعنی آپ نے حضور ﷺ کے زمانے میں کچھ حصہ یاد کیا اور بعد میں پورا قرآن مجید یاد کر کے حضرت ابی بن کعب کو سنایا۔ معرفۃ القرآن الکبار للذہبی: ج ۱ ص ۴۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حفظ المحکم فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم عرض القرآن کله علی ابی بن کعب طبقات القرآ جزری: ج ۱ ص ۲۵۵ کان حافظا الاتقان: ج ۱ ص ۷۴۔ الغرض آپ حافظ قرآن تھے۔

۸۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

نسب: ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر بن خطاب بن نفیل القرشی العدوی۔

آپ نبوت کے چوتھے سال پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد کے ساتھ ہی ایمان لے آئے۔ حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ ”ما رأت رجلاً اورع من ابن عمر“ یعنی میں نے ابن عمر سے کوئی شخص پرہیزگار نہیں دیکھا۔ آپ کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا: ان عبد اللہ رجل صالح یعنی حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ عبد اللہ صالح آدمی ہے۔ آپ نے آیت (لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون) پر عمل کرنے کے لیے اپنی لونڈی ”رمثہ“ کو آزاد کر دیا کیونکہ وہ آپ کو پسند تھی۔ فتویٰ دینے کے بارے میں آپ بڑی احتیاط کرتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بات ایسی نکل جائے جو حضور ﷺ کے فرمان کے مخالف ہو۔ آپ ۷۴ھ میں ۸۶ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ الاصابہ: ج ۲ ص ۳۳۸۔ اسد الغابہ: ج ۳ ص ۲۲۷۔ الاستیعاب: ج ۱ ص ۳۶۸۔

”کان شديداً لاتباع لاثار النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ تہذیب الاسماء واللغات: ج ۱ ص ۲۷۹۔ اخرج النسائی بسند صحیح عن عبد اللہ بن عمر قال جمعت القرآن فقرأت به کل ليلة فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال اقواہ فی شہر یعنی آپ کو قرآن مجید یاد تھا اور آپ روزانہ رات کو ختم کرتے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کم از کم قرآن مجید ایک مہینہ میں ختم کیا کرو۔ الاتقان: ج ۱ ص ۷۴۔

۹۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

نسب: ابو محمد عبد اللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید القرشی السہمی۔

آپ اپنے باپ حضرت عمرو سے صرف بارہ سال چھوٹے تھے۔ آپ اپنے والد ماجد سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ آپ کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ کو مجھ سے بھی زیادہ حدیثیں یاد تھیں کیونکہ آپ لکھ لیتے تھے۔ آپ کو جنگ صفین میں جانے کے لیے کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم نہ تو میں جنگ میں شریک ہوں گا اور نہ ہی تیر و تلوار استعمال کروں گا کیونکہ یہ چیز آپ کے زہد کے مانع تھی۔ الاستیعاب: ج ۱ ص ۳۷۰۔ الاصابہ: ج ۲ ص ۳۷۳۔

آپ قرآن کے علاوہ پہلی کتابوں کے بھی حافظ تھے۔ اسد الغابہ: ج ۳ ص ۳۳۳۔ مذکورہ بالا کتاب میں ہے کہ آپ کے اصرار پر حضور ﷺ نے آپ کو کم از کم تین دن میں قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ ابو داؤد: ج ۱ ص ۱۹۳۔ کان حافظا الاتقان: ج ۱ ص ۷۴۔ طبقات القرآ جزری: ج ۱ ص ۴۳۱ میں یہ الفاظ مرقوم ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الصحابی الجلیل وردت الروایۃ فی حروف القرآن العظیم وهو احد الذین حفظوا القرآن العظیم فی حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی آپ نے حضور کی زندگی ہی میں قرآن مجید یاد کر لیا تھا اور مزید برآں آپ قاری بھی تھے۔

۱۰۔ عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما

نسب: ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد القرشی الاسدی۔

آپ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ پہلے مولود ہیں جو کہ اسلام میں پیدا ہوئے۔ جب آپ پیدا ہوئے تو مسلمانوں کو دوچند خوشی ہوئی کیونکہ یہود مدینہ نے یہ بات مشہور کر رکھی تھی کہ ہم نے جادو کر دیا ہے اس لیے مسلمانوں کی نسل آگے نہیں چل سکتی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دعوے کو رد کر دیا۔ جب حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے تو حضور ﷺ نے کھجور لے کر پہلے خود چبا کر پھر حضرت عبد اللہ کے منہ میں ڈالی۔ اس طرح نبی کا لعب دہن امتی کے لعب دہن سے جاملا جس نے بعد میں جاکر ایک عظیم ہستی کا روپ دھارا۔ آپ کی بیعت خلافت معاویہ بن یزید کی موت کے بعد ہوئی۔ آپ کی اطاعت میں اہل حجاز، یمن، عراق، خراسان شامل تھے۔ آپ کو حجاج نے عبد الملک کی خلافت میں محاصرہ کر کے شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت ۳۷ھ میں ہوئی۔ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں باقی اصحاب سے مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کی بیعت خلافت یزید کی موت کے بعد معاویہ کی خلافت میں ہوئی۔ تاریخ الخلفاء، ص ۱۶۱

کان حافظاً لاتقان: ج ۱ ص ۷۳ یعنی آپ حافظ قرآن تھے۔

آپ حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ قاری بھی تھے۔ طبقات القراء جزری: ج ۱ ص ۴۱۹

۱۱۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما

ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شخص بن قار الہذلی حلیف بنو زہرہ۔

آپ کبار صحابہ کرام میں سے ہیں اپنے ایمان لانے کے سبب کو خود ہی بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں میں نوجوان تھا اور عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا رہا تھا کہ حضور ﷺ حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا اے لڑکے آپ کے پاس دودھ ہے؟ میں نے کہا دودھ تو ہے لیکن یہ مال میرا نہیں ہے تو آپ نے فرمایا کہ اچھا وہ بکری لے آؤ جو ابھی دودھ کے قابل نہ ہو تو میں ایک بکری لایا۔ حضور ﷺ نے اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو دودھ آنا شروع ہو گیا جس سے آپ اور حضرت ابو بکر صدیق دونوں نے سیر ہو کر پیا۔ پھر آپ نے دودھ کو بند ہونے کو کہا تو وہ بند ہو گیا۔ میں پاس کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ حیران ہو کر عرض کی آپ وہ کلام مجھے بھی بتائیں جس کے پڑھنے سے یہ کام ہوا ہے تو حضور نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا تو پڑھا لکھا بچہ ہے یعنی تجھ میں استطاعت ہے کہ تو پڑھے۔ پھر اس کے بعد آپ جلدی ہی مسلمان ہو گئے۔ آپ نے دودھ بھرت کی اور بدر میں بھی شریک ہوئے اور باقی تمام جنگوں میں حصہ لیا۔ حضور ﷺ نے آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ آپ کے بارے میں حضور نے فرمایا جس سے عبد اللہ بن مسعود خوش ہے اس سے میں بھی خوش ہوں۔ جس سے عبد اللہ بن مسعود ناراض ہے اس سے میں بھی ناراض ہوں۔ آپ ۳۲ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عہد نبوی میں حافظانِ قرآن اور اس کی حفاظت

میں مدینہ المنورہ میں فوت ہو کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ الاصابہ: ج ۲ ص ۳۶۰۔ اسد الغابہ: ج ۳ ص ۲۵۶۔ الاستیعاب: ج ۱ ص ۲۵۹۔ کتاب
القرأت القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ابو عبید نے لکھا ہے۔ کان حافظاً الاقان: ج ۱ ص ۷۴ حضرت عبد اللہ
بن مسعود فرماتے ہیں:

حفظت من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبعین سورۃ یعنی میں نے ستر سورتیں حضور ﷺ کے دہن مبارک
سے ازبر کیں۔ معرفۃ القراء الکبار للذہبی: ج ۱ ص ۳۴۔

اسی کتاب میں ہے: ابو مسعود فرماتے ہیں: واللہ لا اعلم احداً ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلم بکتاب
اللہ تعالیٰ من ہذا و اشار الی ابن مسعود انتہی۔ مختصر یہ کہ آپ حافظ قرآن تھے۔ مزید کہ اسلم قبل عمر عرض القرآن علی
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ حضرت عمرؓ سے پہلے اسلام لائے اور قرآن مجید یاد کر کے حضور کو سنایا۔ انہ کان یقرأ القرآن فی
غیر رمضان فی الجمعة فی رمضان فی ثلاث۔ آپ رمضان میں تین دن اور غیر رمضان میں ایک ہفتہ میں قرآن مجید پڑھتے تھے۔
طبقات القراء للجزری: ج ۱ ص ۴۵۸۔

۱۲۔ حضرت عبد اللہ بن السائب رضی اللہ عنہ

نسب: ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن السائب بن ابو السائب اسمہ صیفی بن عائد مخزومی القاری۔
آپ حضور ﷺ کے تجارت میں بھائی وال تھے جیسا کہ وہ خود اپنے ایمان لانے کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں۔ اتیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بمکہ لا بائعہ فقلت العرفنی؟ قال نعم الم تکن شریکالی مدۃ۔
فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس مکہ میں بیعت کے لیے حاضر ہوا تو میں نے کہا کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں کیا تو میرا کسی
وقت شریک کار نہ تھا؟ آپ عبد اللہ بن زبیرؓ کی خلاف میں فوت ہوئے اور عبد اللہ بن العباسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ الاصابہ: ج ۲ ص ۳۰۶۔ اسد الغابہ:
ج ۳ ص ۱۷۰۔

قرأ عبد اللہ القرآن علی بن ابی کعب۔ آپ نے قرآن مجید یاد کر کے حضرت ابی بن کعب کو سنایا معرفۃ القراء الکبار للذہبی: ج ۱ ص ۴۲۔
ان کے بارے میں مجاہد نے یہ الفاظ رقم کیے ہیں۔ کنا نفخر علی الناس بقارئنا عبد اللہ بن السائب انتہی ہم لوگوں پر اس بات کا فخر
کرتے تھے کہ ہمارا قاری عبد اللہ بن السائب ہے۔ طبقات جزری: ج ۱ ص ۴۲۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ صرف حافظ ہی نہیں بلکہ قاری بھی تھے۔

۱۳۔ حضرت عبد اللہ ذوالجنادین رضی اللہ عنہ

نسب: عبد اللہ بن عبد نہم بن عقیف بن سحیم بن عدی بن ثعلبہ بن سعد المزنی
آپ کا جاہلیت کا نام عبد العزی تھا جب آپ مسلمان ہوئے تو حضور ﷺ نے آپ کا عبد اللہ رکھا۔ آپ کو ذوالجنادین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عہد نبوی میں حافظانِ قرآن اور اس کی حفاظت

یتیم تھے اور اپنے چچا کی زیر کفالت تھے جب آپ مسلمان ہوئے تو آپ کے چچا نے تمام کپڑے چھین لیے اور آپ کی والدہ نے ایک کمبل دیا۔ جس کو انہوں نے پھاڑ کر آدھا اوپر آدھا نیچے لے لی۔ اسی حالت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے آپ کو ذوالجہادین کہہ کر مخاطب کیا جس سے یہ آپ کا لقب بن گیا۔ حضور ﷺ کی زندگی ہی میں جنگ تبوک میں آپ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے آپ کو لحد میں اتارا اور فرمایا اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔ جب آپ نے یہ دعا فرمائی۔ صحابہ کہتے ہیں کاش کہ اس کی جگہ ہم ہوتے اور حضور ﷺ کی دعا کے حق دار بن جاتے۔ آپ کے حافظ ہونے کے بارے میں یہ الفاظ ملتے ہیں۔ **کان اوہا فاضلاً** کثیر التلاوة للقرآن العزی انتہی **واللہ اعلم بالصواب**۔ الاصابہ: ج ۲ ص ۳۳۰۔ اسد الغابہ: ج ۳ ص ۱۲۲ یعنی آپ قرآن مجید کی بکثرت تلاوت کرتے تھے۔ تلاوت تب ہی ہو سکتی ہے جب کہ آپ حافظ ہوں کیونکہ اس وقت قرآن مجید آج کل کی طرح ایک جگہ سب کے پاس جمع نہیں تھا۔

۱۴۔ حضرت ابن بن کعب رضی اللہ عنہ

نسب: سید القراء ابو المنذر و ابو الطفیل ابی بن کعب بن قیس بن عبید بن زیاد بن معاویہ الانصاری المعاوی۔
آپ عقبہ ثانیہ میں مسلمان ہوئے اور تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔ آپ کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: **امرت ان اقرء علیک القرآن**۔ یعنی مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ پر قرآن پڑھوں حضرت ابی کہنے لگے **اللہ سمانی لک فقال نعم**۔ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر کہا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں جب حضور ﷺ نے کہا واقعی اللہ نے آپ کا نام لے کر مجھے کہا ہے تو حضرت ابی بن کعبؓ رونے لگے کیونکہ رونا خوشی میں آجاتا ہے۔ خوشی جب حد سے تجاوز کر جاتی ہے تو آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ آپ کو سید المسلمین کے نام سے مخاطب کرتے تھے اور فرماتے تھے: **اقرأ یا ابی**۔ آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کے خیال میں آپ خلافت عمرؓ میں فوت ہوئے مثلاً حافظ ابن حجر اور بعض کے خیال میں آپ خلافت عثمانؓ میں فوت ہوئے۔ مثلاً ابن اثیر جزری۔ الاصابہ: ج ۱ ص ۳۱۔ اسد الغابہ: ج ۱ ص ۴۹۔ الاستیعاب: ج ۱ ص ۲۶۔
آپ کے حافظ ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ **عرض القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** آپ نے قرآن مجید یاد کر کے حضور ﷺ کو سنایا۔ آپ نے حضرت ابی بن کعب کے بارے میں فرمایا تھا: **استقوا القرآن من اربعة عبد اللہ ابن مسعود سالم مولیٰ ابی حذیفہ و معاذ بن جبل و ابی بن کعب رضی اللہ عنہم**۔ حافظ ابن سیرین نے آپ کے بارے میں کہا ہے۔ کان حافظاً الاتقان: ج ۱ ص ۷۴۔

قرأ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم القرآن العظیم وقرأ علیہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض القرآن للاء شاد والتعلیم۔ یعنی حضور اور حضرت ابی نے قرآن کا دور بھی کیا۔ حضرت ابی نے پورا قرآن مجید حضور کو سنایا اور حضور نے کچھ حصہ پڑھا۔ حماد بن سلمہ کے واسطے سے ایک روایت آتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اقرأ ابی بن کعب یہ روایت مرسل ہے لیکن اس کی سند صحیح ہے۔ طبقات،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جزی ج ۱ ص ۳۱

۱۵۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

نسب: ابو عبد اللہ حذیفہ بن حسل الیمان بن عامر بن عمرو بن ربیعہ العبسی۔

ان کے والد کو الیمان اس لیے کہتے ہیں کہ اس نے اپنی قوم سے لڑائی کر کے بنی عبد الاشہل کے پاس پناہ لی تھی اس لیے الیمان کہا جانے لگے۔ حضرت حذیفہ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ آپ جنگ اُحد میں شریک ہوئے۔ آپ کے بارے میں یہ بات بہت مشہور تھی کہ آپ حضور ﷺ کے ”رازدان“ ہیں۔ ایسے رازدان کہ ان رازوں کا آپ کے سوا کسی کو علم نہ تھا۔ وہ خود فرماتے ہیں۔ **لقد حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما کان وما یکون حتی تقوم الساعة**۔ اسی لیے آپ کے بارے میں حضرت ابو الدرداءؓ نے حضرت عقیلہؓ کو فرمایا تھا۔ **الیس فیکم صاحب السر الذی لا یعلمہ غیرہ انتہی**۔ حضرت عمرؓ نے فتنہ کے متعلق حضرت حذیفہؓ سے دریافت فرمایا تھا۔ آپ حضرت عثمانؓ کی شہادت اور حضرت علیؓ کی بیعت کے چالیس دن بعد فوت ہوئے یہ واقعہ ۳۳ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ الاصابہ: ج ۱ ص ۳۱۷۔ اسد الغابہ: ج ۱ ص ۳۹۰۔ آپ کو ابو عبید نے حفاظ میں سے شمار کیا ہے۔ الاقان: ج ۱ ص ۷۴۔ امام جزری نے یہ الفاظ رقم کیے ہیں۔ وردت الروایۃ فی حروف القرآن یعنی آپ حافظ ہی نہیں قاری بھی تھے۔ طبقات جزری: ج ۱ ص ۲۰۳۔

۱۶۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ

نسب: ابو عبد اللہ سالم بن عبید بن ربیعہ اور بعض نے آپ کے والد کا نام معقل بتایا ہے۔

آپ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس القرشی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ فضلاء صحابہ میں سے تھے۔ حضرت ابو حذیفہؓ نے آپ کو اپنا متبنی بیٹا بنایا ہوا تھا۔ جب یہ آیت اتری **ادعوہم لا بأہمہم** تو پھر آپ کو سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ کہا جانے لگا۔ حضور ﷺ نے آپ کے بارے میں یہ الفاظ فرمائے تھے۔ **الحمد للہ الذی جعل فی امتی مثلہ** یہ الفاظ آپ نے حضرت سالمؓ کا قرآن مجید سن کر کہے تھے۔ آپ نے مدینہ میں مہاجرین و انصار کی جماعت بھی کرائی جس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔ الاصابہ: ج ۲ ص ۶۰۔ اسد الغابہ: ج ۲ ص ۲۴۵۔

حضور ﷺ نے جن چار صحابہ سے قرآن پڑھنے کو کہا تھا ان میں حضرت سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ بھی تھے۔ معرفۃ القراء ذہبی: ج ۱ ص ۳۳۔ کان حافظاً الاقان: ج ۱ ص ۷۴۔ آپ حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ قاری بھی تھے۔ طبقات جزری: ج ۱ ص ۳۰۱ میں ہے کہ وردت الروایۃ فی حروف القرآن۔

۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

نسب: ابو ہریرہ عبد الرحمن بن عامر بن عبد الشری بن طریف بن عتاب بن ابی صعب الدوسی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ کے نام کے بارے میں کافی اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجر نے دس قول نقل کیے ہیں اور جزری نے ترجیحاً لکھا ہے۔ آپ کے اسلام لانے کے متعلق بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے ۷ھ میں لکھا ہے۔ ذہبی نے بھی یہی لکھا ہے لیکن بعض کے خیال کے مطابق آپ ۷ھ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ روایت کرنے والی انہیں کی ذات ہے۔ ایک دن حضرت ابو ہریرہؓ سے کثرتِ روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے کوئی کام تو تھا نہیں سوائے حدیثیں یاد کرنے یا کھانے پینے کے بخلاف مہاجرین و انصار کے کیونکہ وہ اپنے کام کاج میں مشغول بھی ہوتے تھے جب کہ میں ہمیشہ حضور کی خدمت میں ہی رہتا تھا تو یہ بات ضروری ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حدیثیں یاد کیں۔ پھر آپ سے سوال ہوا کہ آپ کو اتنی حدیثیں یاد کس طرح رہ گئیں تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: **یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لا سمع منک حدیثاً کثیراً انساہ فقال ابسط رداء دفبسطہ ثم قال سما الی صدرک فضبتا فما نسیت حدیثاً بعد۔ انتہی۔**

(ترجمہ) اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔ آپ نے چادر بچھانے کا حکم دیا۔ میں نے چادر بچھائی۔ پھر آپ نے فرمایا اس کے سینے سے لگا۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ سینے سے لگانا تھا کہ ذہن کے حافظے کے دریچے کھل گئے۔ اس کے بعد مجھے کوئی بات نہیں بھولی۔ اب اس کے بعد بھی کسی کو آپ کی فتاہت پر کلام ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے عقل کے ناخن لے۔ کیونکہ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو کہ حضور ﷺ کے اس کشتہ سے آنکھیں بند کر لے جو کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو ذہنِ حافظے کے لیے عنایت فرمایا تھا۔ آپ کی وفات ۷ھ میں ہوئی۔ الاصابہ: ج ۵ ص ۳۱۵۔ الاستیعاب: ج ۲ ص ۶۹۔

آپ کے حافظ ہونے کے بارے میں مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے گئے ہیں **وقرأ القرآن علی ابی بن کعب۔** حضرت نے قرآن مجید یاد کر کے حضرت ابی بن کعب کو سنایا۔ معرفۃ القراء ذہبی: ج ۱ ص ۴۰۔ نیز یہ الفاظ مرقوم ہیں۔ **حکى جماعة من شیوخنا البغدادیین ان الاعرج قرأ علی ابی ہریرہ وان اباً ہریرہ قرء علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔** طبقات جزری: ج ۱ ص ۳۷۰۔ (ترجمہ): ایک جماعت نے حکایت کی ہے جو بغداد والوں سے تھی کہ الاعرج نے قرآن مجید یاد کر کے حضرت ابو ہریرہؓ کو اور حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور کو سنایا۔ طبقات القراء جزری: ج ۱ ص ۳۷۰۔ کان حافظاً الاقان: ج ۱ ص ۷۴۔

۱۸۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

نسب: ابو عبد الرحمن معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عابد بن عدی الانصاری الخزرجی۔

آپ کے بارے میں کعب بن مالک فرماتے ہیں۔ **کان شاباً جمیلاً سمعاً من خیر شباب قومہ** اور واقدی نے لکھا ہے۔ **کان اجمل الرجال** الغرض آپ نہایت حسین و جمیل تھے۔ آپ تقریباً تمام جنگوں میں شریک رہے۔ مثلاً بدر، احد وغیرہ، جب آپ جنگ بدر میں شریک ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۲۱ سال تھی۔ حضور ﷺ نے آپ کو یمن کا والی بنایا تھا۔ حافظ ابن حجر نے ان کے حالات میں لکھا ہے۔ **الامامہ المقدم فی**

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عہد نبوی میں حافظانِ قرآن اور اس کی حفاظت

علم الحلال والحرام سنن ابوداؤد میں ہے کہ حضرت معاذ فرماتے حضور نے میرے بارے میں یہ الفاظ فرمائے۔ **انی لاجبک** یعنی حضور کے محبوب اور بقول ابن حجر علم حلال و حرام کے امام۔ آپ کی وفات طاعون کی مرض سے ہوئی۔ الاصابہ: ج ۳ ص ۴۶۔ اسد الغابہ: ج ۲ ص ۷۶۔ طاعون کی وبا ۱ھ میں پھیلی تھی۔ آپ ان چار حفاظ میں سے تھے جن کے لیے حضور نے فرمایا تھا کہ ان سے قرآن مجید سیکھو۔ معرفۃ القراء للذہبی: ج ۱ ص ۳۳۔ کان حافظاً الاقان: ج ۱ ص ۷۴۔

حفظ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد وردت عنہ الروایۃ فی حروف القرآن انتہی۔

آپ حافظ ہی نہیں قاری بھی تھے۔ طبقات جزری: ج ۲ ص ۳۰۱۔ کان حافظاً تلخیص ابن جوزی: ص ۲۲۵۔

۱۹۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ

نسب: ابو الولید عبادہ بن الصامت بن احرم بن فہر بن قیس الانصاری الخزرجی۔

آپ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ دونوں میں شریک تھے۔ آپ نے بدر اور تمام جنگوں میں حصہ لیا (بدر کے متعلق امام جزری نے لکھا) حضرت امیر معاویہ نے فرمایا تھا **ہو افقہ منی** آپ بڑی قد و قامت کے خوبصورت جوان تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو صداقت کے لانے کا حکم دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو شام میں قرآن مجید کی تعلیم کے لیے بھیجا تھا۔ آپ ۷۲ سال کی عمر ۳۴ھ رملہ یا بیت المقدس میں فوت ہوئے۔ الاصابہ: ج ۲ ص ۲۶۰۔ اسد الغابہ: ج ۳ ص ۱۰۶۔ کان حافظ تلخیص فہم اہل الاثر: ص ۲۲۰۔ کان حافظ الاقان: ج ۱ ص ۷۴۔ الغرض آپ بھی قرآن مجید جیسی عظیم کتاب کے حافظ تھے۔

۲۰۔ حضرت مجمع بن الجاریہ رضی اللہ عنہ

نسب: مجمع بن الجاریہ ابن عامر بن مجمع بن المعطف الانصاری الاوسی۔

آپ کے والد جاریہ نے مسجد ضرار بنوائی تھی اور وہ منافق تھے۔ حضرت مجمعؓ ابھی بچے ہی تھے اس لیے آپ مسجد ضرار میں نماز پڑھاتے رہے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں یہ بات چلی کہ حضرت مجمعؓ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو یہ اعتراض ہوا۔ **اولیس کان امام المنافقین فی مسجد الضرار فقال واللہ الذی لا الہ الاہو ما علمت من امرہم بشی فترکہ عمر یصلی۔** یعنی آپ پر منافقین کے امام ہونے کا الزام لگا تو آپ نے قسم اٹھائی کہ مجھے ان کے کسی معاملے کا علم نہ تھا تو حضرت عمرؓ نے آپ کو کوفہ میں لوگوں کی تعلیم کے لیے مقرر کر دیا۔ دجال کے ”باب لد“ کے پاس قتل ہونے والی روایت بھی حضرت مجمعؓ ہی کے ذریعے سے ہم تک پہنچی ہے۔ آپ کے حافظ ہونے کے متعلق حافظ ابن حجر نے یہ لفظ رقم کیے ہیں۔ **قد جمع القرآن۔** الاصابہ: ج ۳ ص ۳۶۔ اسد الغابہ: ج ۲ ص ۴۰۳۔ ابو عبید نے آپ کے بارے میں لکھا ہے۔ کان حافظ الاقان: ج ۱ ص ۷۴۔ **احد الذین جمعوا القرآن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔** یعنی آپ نے حضور ﷺ کی زندگی ہی میں قرآن مجید اپنے سینے میں محفوظ کر لیا تھا۔ **وردت الروایۃ عنہ فی حروف القرآن۔** آپ قاری بھی تھے۔ طبقات جزری: ج ۳ ص ۴۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۲۱۔ حضرت ابو حلیہ معاذ القاری رضی اللہ عنہ

نسب: ابو حلیہ معاذ بن الحرث بن الارقم بن عوف بن دہب الانصاری الخزرجی۔

آپ جنگ خندق میں شریک ہوئے اور جنگ جسر کے موقع پر حضرت ابو عبیدہ ثقفی کے ساتھ تھے۔ الاصابہ: ج ۳ ص ۴۰۷۔
اسد الغابہ: ج ۴ ص ۳۷۸۔

آپ کو ابو عبیدہ نے اپنی کتاب میں حفاظ میں شمار کیا ہے۔ الاقان: ج ۱ ص ۷۴۔

۲۲۔ حضرت عقبہ بن عامر المجہنی رضی اللہ عنہ

نسب: عقبہ بن عامر بن عیس بن عمرو بن عدی بن عمر المجہنی۔

آپ عقبہ اولیٰ میں مسلمان ہوئے اور تمام جنگوں میں شریک ہوئے لیکن حضرت عقبہؓ اپنے ایمان لانے کا واقعہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔ **قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المدينۃ وانا فی غم لی ادعاھا فترکتھا ثم ذہبت الیہ فقلت بایعنی فباء یعنی علی الهجرة الحدیث۔** یعنی آپ حضور ﷺ کے مدینہ میں پہنچنے کے بعد مسلمان ہوئے اس میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ آپ عقبہ اولیٰ میں مسلمان ہوئے ہوں اور حضور ﷺ کے مدینہ پہنچنے پر دوبارہ بیعت لینا چاہی تو حضور نے ہجرت پر بیعت لی۔

آپ جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ کے ساتھ تھے اور حضرت امیر معاویہ کی خلافت میں مصر کے والی بھی رہے۔ آپ ۵۹ھ میں فوت ہوئے۔ الاصابہ: ج ۱ ص ۲۸۱۔ اسد الغابہ: ج ۳ ص ۵۹۔ الاستیعاب: ج ۲ ص ۲۸۹۔ کان حافظ الاقان: ج ۱ ص ۷۴۔

کان عقبہ قارئاً عالماً بالفرائض والفقہہ اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ کے ہاتھ پر قرآن مجید لکھا ہوا کافی دیر کے بعد بھی دیکھا گیا جو کہ حضرت عثمانؓ کے نسخہ سے الگ تھا۔ کتاب الانساب للسمعانی ص ۱۴۵۔ مختصر یہ کہ آپ حافظ۔ قاری اور عالم تھے۔

۲۳۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

نسب: ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس بن سلیم بن حرب بن عامر الاشعری۔

آپ دبلے پتلے جسم کے مالک تھے۔ آپ اسلام لائے اور اپنے وطن واپس چلے گئے۔ وہاں سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ فتح خیبر کے موقع پر واپس آئے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری بھی اسی موقع پر تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے آپ کو یمن کے بعض علاقوں زبید اور عدن وغیرہ کا والی بنایا تھا۔ حضور ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا **لقد اُتی من مارا من مزامیر آل داؤد** یعنی حضور ﷺ آپ کی آواز کی تعریف فرما رہے ہیں۔ آپ ابھی یمن میں ہی تھے کہ حضور ﷺ کی وفات ہو گئی پھر آپ واپس مدینہ آ گئے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کو بصرہ کا حاکم بنایا اور حضرت عثمانؓ نے آپ کو کوفہ کا حاکم مقرر فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے وصیت کی تھی کہ کوئی عامل ایک سال سے زیادہ نہیں رہ سکتا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کو چار سال کے لیے عامل نامزد کیا اور سفین کے مکین میں سے ایک ابو موسیٰ الاشعری تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عہد نبوی میں حافظانِ قرآن اور اس کی حفاظت

آپ کی وفات ۴۴ھ ہے۔ الاصابہ: ج ۲ ص ۳۵۱۔ اسد الغابہ: ج ۲ ص ۲۴۸۔

ہاجر الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد اعلیہ عند خبیر و حفظ القرآن والعلم۔

یعنی آپ قرآن مجید کے علاوہ دوسرے علوم و فنون سے بھی بہرہ ور تھے۔ معرفۃ القراء: ج ۱ ص ۲۷۔ الاتقان: ج ۱ ص ۷۴ و حفظ القرآن و

عرضہا علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ طبقات جزری: ج ۱ ص ۴۴۲..... (باقی آئندہ)

-----:-----

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محمد طاہر القادری (ایم۔ اے)

خلق محمد ﷺ

ان رسول الله كان خلقه القرآن

(ابوداؤد، باب الصلوٰۃ فی اللیل)

مطلق لفظ ”خلق“ میں حس خلق اور سوء خلق دونوں معانی پائے جاتے ہیں، لیکن جب اس کی اضافت نبی اکرم ﷺ کی ذات والاصفات کی جانب کی جاتی ہے تو یہ لفظ معنی و مراد کے اعتبار سے صرف حسن خلق تک محدود رہتا ہے اور اس کے برعکس کاشائبہ تک نہیں رہتا۔ قرآن حکیم کی یہ نص صریح اس امر کی تصدیق و تائید کرتی ہے: **انک لعلی خلق عظیم**۔ یعنی آپ عظیم خلق و کردار کے مالک ہیں۔

حسن خلق کا مفہوم

(۱) حضرت علیؓ: **حسن الخلق من ثلاث خصال، اجتناب البحارم و طلب الحلال التوسعة علی العیال**

”حسن خلق حرماتوں سے اجتناب، طلب حلال اور اہل و عیال پر فراخی کا نام ہے۔“

(۲) امام حسن بصریؒ: **حسن الکلق بسط الوجه و بذل الندی و کف الاذی**

”حسن خلق خندہ پیشانی سے پیش آنے، سخاوت کرنے اور نقصان پہنچانے سے بچنے کو کہتے ہیں۔“

(۳) امام غزالیؒ: **حسن الخلق هو ارضاء الخلق فی السراء و الضراء**

”حسن خلق خوشی اور غمی میں خلق خدا کو راضی رکھنے کا نام ہے۔“

حسن خلق کی فضیلت

نبی اکرم ﷺ کی بکثرت احادیث حسن خلق کی اہمیت و فضیلت پر وارد ہوئی ہیں۔ امام غزالیؒ نے ”احیاء العلوم الدین“ میں اس نوعیت کی کئی احادیث ذکر کی ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) **جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال: ما الدین یا رسول الله؟ قال: حسن الخلق۔**

”ایک شخص آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھا خلق“

(۲) **سئل علیہ السلام ای الاعمال افضل؟ قال: حسن الخلق**

”نبی ﷺ سے سوال ہوا: کون سا عمل سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: اچھا خلق“

(۳) **والذی نفسی بیدہ لا یدخل الجنة الا حسن الاخلاق**

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”آحضرت ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، صرف اچھے اخلاق کا مالک جنت میں داخل ہو گا۔“

(۴) ان الله يحب معالي الاخلاق

”اللہ تعالیٰ اعلیٰ اخلاق کو ہی پسند فرماتا ہے“

(۵) حسن الخلق من خصال اهل الجنة

”اچھا خلق جنتی لوگوں کی صفات سے ہے۔“

(۶) احسنکم ایمانا احسنکم اخلاقا

”تم میں سے بہترین ایمان دار اچھے اخلاق والا شخص ہی ہو سکتا ہے۔“

قرآن حکیم اور خلق نبوی ﷺ

قرآن کا فیصلہ ناطق اور برہان قاطع ہوتا ہے۔ اس کی نص ہر تصور کو اساس حتمیت و قطعیت مہیا کرتی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے قرآن نے ہی خلق نبوی ﷺ کی شہادت کفار و مشرکین مکہ کے جم غفیر میں چیلنج کی صورت میں دی۔ وہ شہادت یہ تھی:

فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ فلا تعقلون

”میں نے تم میں آج سے قبل بھی عمر کا ایک حصہ بسر کیا ہے، پھر تم کیوں عقل و فکر سے کام نہیں لیتے ہو۔“

مخالفین کے عظیم اجتماع میں کوئی معمولی چیلنج نہ تھا۔ حضور ﷺ کی ۴۰ سالہ حیات طیبہ جو بچپن، لڑکپن، نوجوان، جوانی اور پختہ عمری کی تمام منازل پر مشتمل تھی، ایک صفحہ قرطاس کی مانند ہر ایک کے سامنے تھی۔ ہر فرد کو انگلی اٹھانے کی کھلی دعوت تھی۔ پھر حضور ﷺ نے یہ چالیس برس کسی گوشہ تنہائی میں بسر نہیں کیے تھے کہ آپ ﷺ کی سیرت و کردار پر وہ گمنامی میں ہو۔ حضور ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو خواہ وہ تدبیر منزل سے متعلق ہو یا سیاست مدن سے، اپنوں اور بیگانوں کے سامنے تھا۔ حرب فجار اور حلف الفضول میں شرکت، سفر ہائے تجارت، عائلی و معاشرتی امور سے دلچسپی، شہری و قومی مسائل سے عملی تعلق اور لوگوں سے عام لین دین۔ الغرض یہ وہ معاملات تھے جن سے آپ ﷺ کو واسطہ رہا اور پھر یہ عرصہ بھی کوئی کم نہ تھا۔ ماہرین نفسیات کی رائے ہے کہ انسانی شخصیت کا ہر پہلو تقریباً ۴۰ برس کی عمر تک تکمیل پذیر ہو چکا ہوتا ہے اور تمام انسانی محاسن و معائب اس دور کے اواخر تک منصف شہود پر آ جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں اگر اس چیلنج کی اہمیت کا اندازہ لگایا جائے تو ہر صاحب عقل اس حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا کہ اس قدر اخلاقی وثوق و اعتماد صرف اسی تاجدار عرب و عجم کا ہی نصیب تھا جس نے زبان قرآن پہاڑ کی چوٹی پر اپنے خلق عظیم کی شہادت پیش کی اور ابوسفیان جس کی تصدیق و اشکاف الفاظ میں (مذہبی عناد کے باوجود) قیصر روم کے دربار میں کیے بغیر نہ رہ سکا۔

اس پہلی قرآنی شہادت کے بعد متعدد مقامات پر خلق نبوی کی تعریف مختلف انداز سے کی گئی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱) انک لعلی خلق عظیم (ن)

”بے شک آپ ﷺ خلق عظیم کے مالک ہیں۔“

(۲) لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم (توبہ)

”تمہارے پاس تمہی میں سے رسول پہنچا جس پر وہ چیز شاق گزرتی ہے جو تمہیں مشقت میں ڈال دے، تمہاری نگہبانی کرتا اور مومنوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی رکھتا ہے۔“

(۳) فيما رحمة من الله لنت لهم ولو لنت فظا غليظ القلب لا انفضوا من حولك (آل عمران)

”کرم الہی کی بدولت تیرا معاملہ ان سے نرمی کا ہے اور اگر تو ان کے لیے سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے مال سے بھاگتے۔“

(۴) لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة

”تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔“

(۵) النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم

”نبی ﷺ مومنوں کے ان کی جانوں سے زیادہ دوست ہیں۔“

(۶) وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

”ہم نے تو تجھے (اے حبیب) سب جہانوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔“

نبی اکرم ﷺ کے اخلاقی محاسن

اگر سیرت نبویؐ کا بخیر غائر مطالعہ کیا جائے تو رسول کریم ﷺ کے خلق عظیم کے لاتعداد پہلو سامنے آتے ہیں اور حقیقت یہ ہے ان کا احاطہ تو درکنار، کما حقہ ادراک بھی انسانی استعداد سے ماوراء ہے۔ آپ ﷺ کی ذات طیبہ میں اخلاقی مکارم و محاسن منتہائے کمال پر نظر آتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ غایات بعثت محمدیؐ میں سے ایک غایت جلیلہ یہ بھی تھی جس کی طرف خود آپؐ نے اشارہ فرمایا ہے: **بعثت لاتمومکارم الاخلاق** (میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں) اب ہم خلق نبویؐ کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں:

(۱) سادگی و بے تکلفی

حضور ﷺ کی ذات اقدس سادگی کا نمونہ کامل تھی۔ آپ ﷺ کی اس خصوصیت کو تین پہلوؤں سے دیکھا جاسکتا ہے:

(الف) غذا کی سادگی..... آپ ﷺ مرغن غذا میں تناول نہ فرماتے بلکہ سادہ اور غریبانہ غذا پسند فرماتے: **”ما اكل خبراً مرققا ولا**

شاة مسبوطة حتى لقي الله“ (بخاری) ”آپ ﷺ نے باریک آٹے کی روٹی اور بھنی ہوئی مچھلی نہیں کھائی یہاں تک کہ دنیا سے کوچ کیا۔“

(ب) لباس کی سادگی.... آپ ﷺ کا لباس سادہ ہوتا۔ قیمتی ملبوسات زیب تن نہ فرماتے تھے: **”كان رسول الله يلبس ثياباً من**

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صوف (شمال ترمذی، سفر السعادة) آنحضرت ﷺ موٹی اور گھردری اُون کا لباس پہنتے تھے۔“

(ج) مزاج کی سادگی.... آپ ﷺ کی عادات اور مزاج میں تکلف و تضرع کا نام تک نہ تھا اور نہ ہی خود پسندی کا شائبہ تھا بلکہ طبعاً سادہ مزاج

تھے۔ ملاحظہ ہو۔ **کان رسول الله یر کب حماراً** (بخاری و مسلم) ”آپ ﷺ گدھے کی سواری کرتے تھے۔“

اور **کان یرعی الغنم فی مکة** (بخاری) ”مکہ مکرمہ میں آپ بکریاں چراتے تھے۔“

حضور ﷺ اپنا ہر کام خود اپنے ہاتھوں سے کر لیا کرتے اور اس میں قطعاً عار محسوس نہ کرتے تھے۔

(۲) استقلال و مداومت

قرآن حکیم نے انبیاء علیہم السلام کی نسبت **اولو العزم من الرسل** کہا ہے اور حضور ﷺ کی ذات میں چونکہ تمام اوصاف و کمالات نہ صرف جمع تھے بلکہ رفعت و بلندی کی آخری حد پر تھے، اس لیے آپ جیسے عزم و استقلال اور مداومت عمل کی مثال کسی نبی میں بھی نہیں مل سکتی۔

مکی دور کے مصائب و آلام اور مشکلات و تکالیف کے باوجود آپ کے پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش کا پیدائش ہونا اس امر کا بین ثبوت ہے۔ عزم و استقلال اور مداومت عمل کی نسبت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ملاحظہ ہو:

ایکم لیستطیع ما کان النبی ﷺ لیستطیع (بخاری، کتاب الرقاق)

”جو آنحضرت ﷺ کر سکتے تھے تم میں سے کون کر سکتا ہے؟“

دوسری روایت میں ہے:

وکان اذا عمل عملاً اثبتہ (بخاری، کتاب الادب۔ ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ)

”آنحضرت ﷺ جب کوئی کام کرتے نہایت پائیدار کرتے۔“

حضور ﷺ کا اپنا ارشاد اس ضمن میں قابل غور ہے:

ان احب العمل الی الله ادومہ (بخاری و ابوداؤد)

”اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے۔“

(۳) نفع بخشی و فیض رسانی

نفع بخشی و فیض رسانی کی نسبت نبی اکرم ﷺ نے خود یہ ارشاد فرمایا تھا:

الخلق کلہم عیال الله احبہم الیہ انفعہم

”مخلوق ساری اللہ تعالیٰ کے عیال ہیں اور ان میں سے لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچانے والا اللہ کو بہت پیارا ہے۔“

حضور ﷺ کا عمل مبارک اپنے قول سے مطابقت رکھتا تھا۔ اس سے بڑھ کر اور واضح دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ قرآن یہ اعلان کر رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ووجدك عائلا فاغني ”ہم نے تجھے تنگ دست پایا پس غنی بنادیا۔“

لیکن غنی ہونے کے باوجود گھر سے فاقہ ختم نہیں ہوتا تھا۔ آپ نے معاشرے کے غرباء و مساکین کے معاشی تعطل کو رفع کرنے کے لیے اپنے اوپر فقر اختیاری لازم فرمایا تھا۔

دنیا کی کوئی ہستی یہ مثال پیش نہیں کر سکتی کہ وہ خود تو تین تین دن کا فاقہ کرے مگر دوسروں کی بھوک برداشت نہ کر سکے۔ یہ نمونہ صرف پیغمبر اسلام ہی دنیا کے سامنے پیش کر سکتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے:

من ترك ديناً فعلى قضاءه ومن ترك ما لا فلو رثته (بخاری)

”جس پر قرض ہو وہ میرے ذمہ ہو گا اور جو مال چھوڑے وہ اس کے ورثہ کا۔“

اور جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو یہ حالت تھی:

ما ترك ديناً راولا درهما ولا شاة ولا بعيرا ولا او صى بشىء

”آپ ﷺ نے اپنے پیچھے نہ درہم دینار اور نہ ہی بکری اونٹ چھوڑا اور کسی کے حق میں وصیت بھی نہیں کی۔“

وجہ یہ تھی کہ آپ نے خود کو مال و دولت کا مالک نہیں بلکہ ”قاسم“ تصور کر لیا تھا۔

انما انا قاسم والله يعطى (بخاری) ”دہندہ تو اللہ ہے میں تو صرف تقسیم کنندہ ہوں۔“

(۴) عدل پسندی و منصف مزاجی

آپ ﷺ کے عدل کے بھی دو پہلو ہیں:

(۱) عدل بین الناس (۲) عدل بین الازواج

عدل بین الناس کی مثال اس واقعہ سے معلوم ہو جاتی ہے جو ”امراة مخذومیہ“ کی چوری کے ضمن میں پیش آیا اور حضور ﷺ نے اسامہ

بن زید کو جو سفارش کرنے آئے تھے، فرمایا:

لو كانت فاطمة بنت محمد ﷺ لقطععت يدها (بخاری)

”اگر (بنو مخزوم کی فاطمہ کی جگہ) فاطمہؓ کی بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹتا۔“

اور عدل بین الازواج کی حقیقت اس روایت سے نمایاں ہو جاتی ہے:

كان اذا اراده سفر اقرع بين نسائه ”جب سفر کا ارادہ کرتے تو بیویوں میں سے رفیق سفر کا انتخاب قرعہ سے کرتے۔“

حالانکہ امت کے برعکس آپ پر عدل بین النساء واجب نہیں تھا، یعنی یہ رخصت آپ کا خاصا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علاوہ ازیں اس سے بڑھ کر اور بین ثبوت کیا ہو سکتا ہے خود زوجہ رسول حضرت عائشہ صدیقہؓ صحابہؓ کے استفسار پر فرما رہی ہیں:

ان رسول اللہ کان خلقہ القرآن (ابوداؤد) ”رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن تھا۔“

(۵) حسن سلوک

نبی اکرم ﷺ میں شفقت و احسان کا پہلو غالب تھا اور اس وصف کا بیان قرآن بار بار کر چکا ہے۔ بخاری میں مذکور آپؐ کی رحمت و رأفت اور محبت و شفقت کی نسبت ایک روایت ملاحظہ ہو:

کان رسول اللہ رحیماً رقیقاً (بخاری) ”آپ ﷺ رحم دل نرم مزاج تھے۔“

آپ ﷺ کا حسن سلوک چھوٹوں سے شفقت کی صورت میں بڑوں سے عزت کی صورت میں اور کفار سے عفو و احسان کی صورت میں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کی رحمت و عنایت نہ صرف عالم انس بلکہ جن و حیوانات کے لیے بھی عام تھی۔ کیونکہ آپ ﷺ تمام کائنات کے لیے سراپا رحمت بن کر مبعوث ہوئے تھے۔ قرآن کی یہ آیت اس امر کی صراحت کرتی ہے۔

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین ”ہم نے تو تجھے سب جہانوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

آپ ﷺ کی تعلیم ہی یہی تھی:

لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخواناً (بخاری)

”آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ حسد کرو اور پیٹھ پیچھے بُرائی نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔“

اور..... **لا یؤمن احدکم حتی یحب للناس ما یحب لنفسه** (مسند احمد بن حنبل)

”تم سے کوئی اس وقت مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ لوگوں کے لیے وہی کچھ نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔“

(۶) عیادت و تعزیت

سنن نسائی ”باب التکبیر علی الجنائزہ“ میں ہے:

کان عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسن شیء عیادة المریض

”نبی ﷺ کے نزدیک مریض کی عیادت بہترین عمل تھا۔“

عیادت و تعزیت میں آپ ﷺ دوست دشمن اور مؤمن و کافر میں تفریق نہیں فرماتے تھے۔

امام غزالی ”احیاء العلوم الدین“ میں حضور ﷺ کی نسبت فرماتے ہیں:

کان یعود المریض ویتابع الجنائزہ ”آپ بیماروں کی عیادت کرتے اور جنازوں کے ساتھ جاتے تھے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۷) زہد و تقویٰ

زہد و تقویٰ میں بھی حضور ﷺ کی شخصیت منفرد و ممتاز تھی۔ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں:

ان اتقکم واعلمکم باللہ انا۔ (بخاری و مسلم) ”تم میں..... کا پرہیز گار اور سب سے زیادہ عالم میں ہوں۔“

حضور ﷺ قیام لیل میں اتنی کثرت فرماتے تھے کہ پاؤں پر ورم آجاتا اور صحابہؓ کے استفسار پر فرماتے: **افلا اکون عبداً شکوراً** ”کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔“

آپ ﷺ کا ایک ارشاد نماز کی نسبت قابل ذکر ہے:

جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ (نسائی) ”میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔“

(۸) شرم و حیاء

صحاح ستہ میں ایسی روایات بکثرت وارد ہوئی ہیں جن میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ دوشیزہ لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ آپ ﷺ کے لب مبارکہ تبسم کے علاوہ کبھی خندہ و قہقہہ سے آشنا نہیں ہوئے۔

اگر محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو زبان سے کچھ نہ فرماتے۔ چہرہ انور کے آثار سے آپ ﷺ کی ناگواری طبع نمایاں ہو جاتی تھی۔

(۹) عفو و حلم

اس وصف مبارکہ میں بھی کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ امام غزالی نے انہیں ایک مقام پر جمع کر دیا ہے۔ چند ایک ملاحظہ ہوں:

کان احلم الناس وارغبہم فی العفو مع القدرة ”آپ نہایت حلیم الطبع اور طاقت کے باوجود معافی میں رغبت رکھتے تھے۔“

اس کا سبب قرآن حکیم کا یہ ارشاد تھا:

فاعف عنہم واصفح ان اللہ یحب المحسنین

”(اے نبی!) انہیں معاف کر دے، ان سے درگزر کر، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والے کو دوست رکھتے ہیں۔“..... اور

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ”(متقی) غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کی کوتاہیاں معاف کر دینے والے ہوتے ہیں۔“

اس کا عملی مظاہرہ حضور ﷺ ساری زندگی ہی فرماتے رہے۔ فتح مکہ کے موقع پر جس کمال عفو و درگزر کا مظاہرہ ہوا اس کی مثال تاریخ انسانی کا کوئی انقلاب پیش نہیں کر سکتا۔

لا تثریب علیکم الیوم اذہبوا فانتم الطلقاء ”آج تم پر کوئی ملامت نہیں، جاؤ! تم آزاد ہو۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۰) جرأت و شجاعت

آنحضرت ﷺ کو سینکڑوں مصائب و خطرات اور بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے لیکن کبھی شجاعت و پامردی کے قدم میں تزلزل واقع نہیں ہوا۔

امام غزالی روایت کرتے ہیں:

كَانَ انْجِدَ النَّاسَ وَاَجْشَعَهُمْ ”آپ نہایت سخی اور دلیر تھے۔“

غزوہ اُحد اور غزوہ حنین کے واقعات اس حقیقت پر شاہد عادل ہیں۔ غزوہ حنین میں جب کفار حملہ آور ہوئے تو حضور ﷺ سواری سے اتر آئے اور زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے:

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمَطْلَبِ (بخاری)

”میں نبی ہوں، جھوٹا نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔“

مدینہ پر حملہ کی افواہ پھیلی تو حضور ﷺ دفاع کے لیے سب سے آگے اکیلے ہی پہنچ گئے۔

حضور ﷺ میں آخریہ جرأت و شجاعت کیوں نہ ہوتی جبکہ خود خدا تعالیٰ کا ارشاد تھا:

وَاللّٰهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ ”اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائیں گے۔“

(۱۱) تواضع و انکساری

كَانَ اَشَدَّ النَّاسِ تَوَاضِعًا فِي عُلُوِّ مَنْصِبِهِ (حدیث)

”آپ ﷺ علو منصبی کے باوجود نہایت متواضع تھے۔“

کسر نفسی اور تواضع کی انتہا یہ تھی کہ حضور ﷺ اپنی نسبت جائز تعظیمی الفاظ بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ کسی شخص نے آپ کو **یا خیر البریہ** (مخلوق کے بہترین) کہہ کر مخاطب کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”وہ ابراہیم تھے۔“ (مسلم)

حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: **لا تخيروني على موسى** (بخاری) ”مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔“

اسی طرح بخاری مسلم میں (متفق علیہ) روایت ہے کہ آپ ﷺ عجز و تواضع کی بنا پر **انما ان بشر مثلکم** ”میں تمہارے ہی طرح کا آدمی ہوں۔“ فرمایا کرتے۔ آپ ﷺ نے امت کو بھی یہی تعلیم دی اور کسی کے سامنے مداحی کو ناپسند فرمایا: **اذا رأيتم الهداحين فاحثوا في**

وجوههم التراب۔ (ابوداؤد) ”جب تم بہت مدح سرائی کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی پھینک دو۔“ یعنی ان کو اہمیت نہ دو اور ان کے منہ بند کر دو۔

اور منشاء ایزدی بھی یہی ہے: **والله لا يحب كل مختال فخور** (حدید) ”اللہ تعالیٰ ہر اکڑنے والے فخر پسند سے نفرت کرتا ہے۔“

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱۲) راست گفتاری اور ایفائے عہد

حضور ﷺ نے اپنی امت کو ان امور کی تعلیم مثبت و منفی دونوں انداز سے دی تھی۔

مثبت انداز یہ تھا:

عليكم بالصدق واياكم والكذب (حدیث) ”سچ کو لازم پکڑو اور جھوٹ سے دور رہو۔“

اور عائشہؓ کی روایت: **حسن العهد من الايمان** ”ایفائے عہد کرنا ایمان سے ہے۔“

منفی انداز یہ تھا:

ثلث من كن فيه كان منافقا: اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا خاصم فجر (حدیث)

”جس شخص میں تین خصلتیں پائی جاتیں وہ منافق ہوتا ہے: بات کرے تو جھوٹی، وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب جھگڑے تو بکواس کرے۔“

جہاں تک حضور ﷺ کے اپنے عمل مبارک کا تعلق ہے آپؐ کی ان خوبیوں کا اعتراف مخالفین بھی کرتے تھے۔ آپ کے دعوائے نبوت کی

تردید و افکار میں کفار نے آپؐ کو ساحر کہا، کاہن کہا، شاعر کہا، مجنون کہا، مگر سیرت و تاریخ کی کتب شاہد ہیں کہ کسی کو اتہام کذب کی جرأت نہیں ہوئی۔

حیرت ہے کہ ابو جہل یہ کہا کرتا تھا: ”محمدؐ! میں تم کو کاذب نہیں کہتا مگر جو کچھ تم کہتے ہو میں اس کو صحیح نہیں مانتا۔“ (جامع ترمذی، تفسیر انعام)

سیرت ابن ہشام میں مذکور ہے کہ ابوسفیان نے قیصر روم کے دربار میں حضور ﷺ کی راست گفتاری اور ایفائے عہد کی شہادت دی۔

مندرجہ بالا اخلاقی محاسن کے علاوہ نظافت پسندی، مہمان نوازی، لطف طبع، جود و سخا، ایثار و قربانی، الغرض ہزاروں ایسے پہلو ہیں جن کو علمائے

کرام سیر و فضائل کی کتب میں درج کرتے رہے ہیں۔ میں اپنا سلسلہ کلام حضرت حسان بن ثابتؓ کی اس رباعی پر ختم کرتا ہوں:

واجل منك لم ترقط عين... واحسن منك لم تلد النساء

خلقت مبرأ من كل عيب..... كأنك قد خلقت كما تشاء

”آپ ﷺ سے زیادہ حسین صورت آج تک آنکھ نے نہیں دیکھا، آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت تو عورتوں نے جناہی نہیں، آپ ﷺ تو

ہر نقص و عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ جیسے آپ ﷺ نے چاہا اللہ نے بنا دیا۔“

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی خوبیوں کو اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

-----:-----

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خواجہ عبدالمنان راز

نعت رسول مقبول ﷺ

آپ سے دنیا کی رعنائی آپ سے دنیا کی رنگینی	آپ تصور میں جب آئے خوشبو پھیلی بھینی بھینی
آپ امین صادق کہلائے حسن عمل کے پھول کھلائے	دھوگئی سب کے دل کی تلخی آپ کی باتوں کی شیرینی
دشمن جو بھی سامنے آیا دیکھ کے ان پر ایمان لایا	عفو، تحمل، شان کریمی، حسن تکلم، خندہ جبینی
آپ کا اسوہ حاصل قرآن آپ کا اسوہ حاصل ایماں	ہم پر بس تقلید ہے لازم کفر ہے ان پر نکتہ چینی
رحمت عالم، محسن اعظم، سرور عالم آپ کے دم سے	کٹ گئیں ظلم کی سب زنجیریں ختم ہوئی یکسر سنگینی
دنیا کا ہر فلسفہ جانچا پر کھا ہم نے ہر نظریہ	آپ کی ہر اک بات یقینی باقی سب کچھ غیر یقینی
شافع محشر کی اُمت کا زاد سفر اے راز یہی ہے	خود الہی، عشق محمدؐ، حُب صحابہ، غیرت دینی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابوشاہد (ایم۔ اے)

تعارف و تبصرہ کتب

نام کتاب :	مسیح موعود کی پہچان (قرآن و سنت کی روشنی میں)
مؤلف :	مفتی محمد شفیع
طباعت :	لیتھو
قیمت :	ایک روپیہ پچیس پیسے
ناشر :	مکتبہ دارالعلوم کراچی۔ ۱۴
صفحات :	۴۴

مرزائے قادیان کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود ہے۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے آج سے پچاس سال پہلے قرآن و سنت کی روشنی میں مسیح موعود کی ۷۷ کی علامات پر مشتمل یہ کتابچہ ترتیب دیا تھا۔ جس کے مطالعہ سے مرزائے قادیان کا جھوٹا اور کاذب ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ مسیح موعود کی علامات اور حالات ایک جدول میں لکھے گئے ہیں اور قرآن و حدیث کے حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں۔ دیباچہ میں بتایا گیا ہے کہ احادیث کی عبارتیں خاصی طویل تھیں اس لیے جملہ احادیث کو ضمیمہ کی صورت میں کتابچہ کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔ (ص: ۹) مگر یہ ضمیمہ غائب ہے۔ طباعت کی اس خامی کے باوجود کتابچہ قابل مطالعہ ہے۔ خاص طور پر قادیانی عقیدہ رکھنے والوں تک یہ کتابچہ پہنچایا جائے۔ شاید ان میں سے کوئی حقیقت پہچان لے۔

(۲)

نام کتاب :	سیرت یعقوب و مملوک
مؤلف :	پروفیسر انوار الحسن شیر کوٹی
طباعت :	گوارا، مجلہ مع گرد پوش
صفحات :	۲۴۰۔ قیمت: پندرہ روپے پچھتر پیسے صرف
ناشر :	مکتبہ دارالعلوم۔ کراچی۔ ۱۴

نانوتہ ضلع سہارنپور کی مردم خیز بستی ہے۔ یہاں کی صدیقی برادری میں مولانا مملوک علی نانوتوی مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اور مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے حلقہ علم و ادب میں بلند نام حاصل کیا ہے۔ مولانا مملوک علی (م ۱۸۵۱ء) دہلی کالج میں عربی زبان و ادب کے استاد تھے۔ ان سے سینکڑوں طلبہ نے استفادہ کیا اور ملک و قوم کی تعمیر و ترقی میں کوشاں رہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مولانا محمد یعقوب نانوتوی، انہی مولانا مملوک علی کے فرزند ارجمند تھے۔ مولانا یعقوب، حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے خلیفہ اور صوفی منش بزرگ تھے۔ وہ دارالعلوم کے صدر مدرس بھی رہے تھے اور اس نسبت سے ان کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے۔

زیر نظر تالیف بنیادی طور پر مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی سوانح عمری ہے۔ ضمنی طور پر مولانا مملوک علی نانوتوی کا تذکرہ لکھا گیا ہے۔ مؤلف نے ان کے عہد کے حالات پر بھی تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ مثال کے طور پر ”جہاد آزادی ۱۸۵۷ء“ میں علمائے دیوبند کی شرکت پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ مؤلف نے بعض مقامات پر اپنے حالات کو بھی شامل کرنا ضروری خیال کیا ہے۔

”سیرت یعقوب و مملوک“ قدیم انداز میں لکھی گئی ہے۔ یہ درست ہے کہ اس انداز تالیف میں بہت سی خوبیاں ہیں مگر زمانے کے تقاضے کو نظر انداز کرنا درست نہیں ہے۔ مولانا محمد یعقوب کے علم و عمل، طب و شاعری پر علیحدہ علیحدہ ابواب میں گفتگو کی گئی ہے اور بحیثیت مجموعی یہ حصہ جاندار ہے۔

(۳)

نام کتاب : از خواںسار تا خراساں

مؤلف و ناشر : محمد حسین تسبیحی

۱۸۴- خیابان راشد منہاس۔ راولپنڈی

صفحات : ۴۳۶ قیمت : ۲۵ روپے

ایرانی فاضل جناب محمد حسین تسبیحی ان جوان سال و جوان حوصلہ افراد میں سے ہیں جن کی زندگی کا مقصد علم و ادب کی خدمت ہے۔ ان دنوں موصوف مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان راولپنڈی میں ناظم کتب خانہ کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ کتب خانہ کے شعبہ مخطوطات کی فہرست سازی ان کی توجہ کا مرکز ہے۔ دو ضخیم جلدیں ”فہرست نسخہ ہائے خطی کتب خانہ گنج بخش“ کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔ تیسری جلد زیر طبع اور باقی زیر تسوید و ترتیب ہیں۔

جناب تسبیحی کو پاکستان اور اہل پاکستان سے بے پناہ محبت ہے۔ انہوں نے پاکستان کے اڑھائی سالہ قیام میں خیبر سے کراچی تک سفر کیا۔ اہل علم کی صحبت سے استفادہ کیا اور ان کے کتب خانوں کو دیکھا۔ پاکستان کی ثقافت و تہذیب پر مضامین قلمبند کئے۔ گزشتہ سال پاکستان سے متعلق مضامین کا مجموعہ ”فارسی پاکستانی و مطالب پاکستان شناسی“ شائع کیا۔ پاکستان شناسی کے موضوع پر فارسی زبان میں یہ اولین کتاب تھی۔

پاکستان آنے سے پہلے موصوف ایران کے شعبہ تعلیم سے منسلک تھے اور فارسی زبان و ادب کے استاد کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے تھے۔ انہوں نے اپنے مختصر دور ملازمت میں دو بار اساتذہ کے تعلیمی سیمیناروں میں حصہ لیا۔ زیر نظر تالیف (سفر نامہ) ان میں سے ایک سیمینار کی روداد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے۔ مؤلف نے خوانسار سے اپنے سفر کا آغاز کیا اور مشہد (خراسان) میں سیمینار میں شرکت کی۔ اس نسبت سے کتاب کا نام ”از خوانسار تا خراسان“ تجویز کیا۔

زیر نظر کتاب تہران کے معروف ہفت روزہ ”فردا“ میں بالاقساط شائع ہوئی البتہ مؤلف کا قلمی نام ”ابن بی بی“، ”زینت فردا“ رہا۔ لکھتے ہیں:

”ابن یادداشت ہارا تحت نام ”ابن بی بی“ می نگاشتم۔ بی بی نام مادر من بود۔ من بہ مادر مدیون مرہون ہستم۔ او مرا پدرش داد، رنج ہا کشید، غم گساری ہا کرد، تیمارداری ہا نمود، من نورستہ بارد گردیدم، چون نام مادر من ”بی بی“ بود و من ہم البتہ ابن بی بی یا پسر بی بی ہستم“

آقائے تسبیحی نے دوران سفر میں آنکھیں پینا اور دماغ بیدار رکھا۔ راستے میں آنے والے شہروں ان کے آثار قدیمہ، کتب خانوں، کوہ و بیابان، گلزار و خیابان غرضیکہ ہر اہم پہلو پر گفتگو کی ہے۔ مثال کے طور پر سبزوار سے گزرتے ہوئے یہ بتایا گیا کہ اس شہر کا قدیم ”بیہق“ ہے۔ اس شہر کی تمام آبادی اثنا عشری ہے۔ اس شہر کی مٹی سے بہت سے دانشمند پیدا ہوئے مثلاً ابن فندق (قرن ششم) ابو الفضل بیہقی، اور ابو جعفر بیہقی وغیرہ۔ ان کے حالات پر بھی مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔

نیشاپور سے گزر ہو تو خیام کا تذکرہ آیا اور پھر اسی نسبت سے مقبرہ خیام، رباعیات خیام، اُن کے تراجم اور بعض دوسری باتیں زیر بحث آئیں۔ یہی انداز طوس کے بارے میں ہے۔

سیمینار میں شرکت اور اس کی مصروفیات پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ آقائے تسبیحی کے تاریخی اور ادبی ذوق نے کتاب کو دلچسپ بنا دیا ہے۔ وہ زاہد خشک نہیں بلکہ جابجا طنز و مزاح سے بھی کام لیتے ہیں۔ تاریخی اور ادبی معلومات سے پُر سفر نامہ طنز و مزاح کی چاشنی سے مزید پُر لطف ہو گیا ہے۔

زبان (فارسی) اس قدر سادہ ہے کہ ایک اُردو خوان بھی معمولی محنت سے لطف اٹھا سکتا ہے کتاب کے آخر میں چار مختلف النوع انڈکس ہیں۔ انڈکس کی تیاری میں محنت اور عرق ریزی کرنی پڑتی ہے۔ اس کا اندازہ کچھ وہی کر سکتے ہیں جنہوں نے کبھی یہ کام انجام دیا ہے۔ مگر انڈکس قاری کے لیے ایک ایسی کلید ہے جس سے وہ سینکڑوں صفحات کی کتاب میں اپنے مقصد کی ایک ایک سطر باسانی دیکھ سکتا ہے۔ آقائے تسبیحی نے نفاست ذوق کا ثبوت دیتے ہوئے اعلیٰ معیار پر کتاب شائع کی ہے۔ کپڑے کی نفیس جلد نے کتاب کی زینت میں مزید اضافہ کیا ہے۔

(۴)

نام کتاب :	حضرت مولانا داؤد غزنوی
ترتیب و تدوین :	سید ابو بکر غزنوی
صفحات :	۴۶۴
طباعت :	عمدہ، مجلد مع دیدہ زیب گرد پوش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قیمت : ۲۰ روپے

ناشر : مکتبہ غزنویہ، ۴- شیش محل روڈ، لاہور

مولانا داؤد غزنوی ماضی قریب کے ان بزرگوں میں سے تھے جن کی شخصیت کئی پہلوں پر مشتمل تھی۔ مرحوم بلند پایہ عالم دین، نڈر اور بے باک سیاسی راہنما، منفرد خطیب اور پختہ کار صحافی تھے۔

زیر نظر تالیف ان کی یاد میں ترتیب دی گئی ہے۔ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول تاثراتی ہے اور اس میں برصغیر پاک و ہند کے معروف اہل قلم اور مولانا کے احباب و تلامذہ نے اپنے مکرم و محترم بزرگ کی یاد تازہ کی ہے۔ مقالہ نگاروں میں مولانا محی الدین احمد قصوری، غلام رسول مہر، رئیس احمد جعفری، مولانا مظہر علی اظہر، ابوالحسن علی ندوی، ڈاکٹر سید عبداللہ، مولانا محمد حنیف ندوی، محمد شفیع، آغا شورش کاشمیری، ملک حسن علی جامعی، مولانا محمد داؤد راز، محمد اسحاق بھٹی، ڈاکٹر اسرار احمد اور فضل الرحمن سواتی شامل ہیں۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا مختصر انٹرویو بھی اس حصہ کی زینت ہے۔

یہ مضامین ”ہر گلے رارنگ و بوئے دیگر است“ کے مصداق دلچسپ اور معلومات افزا ہیں۔ ان سے مولانا مرحوم کی دلآویز شخصیت، ان کے فکری توازن و اعتدال، ان کی مجاہدانہ سرگرمیوں، ان کے علمی ذوق، عقائد و مسلک میں پختگی اور ان کے وسیع حلقہ روابط پر روشنی پڑتی ہے۔ کتاب کا دوسرا حصہ جو نسبتاً طویل ہے۔ مولانا مرحوم کے صاحبزادے پروفیسر ابو بکر غزنوی صاحب کے رشحات قلم پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ سوانحی اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ واقعات و حالات زندگی ترتیب سے لکھے گئے ہیں۔ اگر اس حصہ کے ساتھ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کا مضمون پڑھا جائے تو مکمل سیرت سامنے آجاتی ہے۔

اُردو زبان کے سوانحی ادب میں زیر نظر تالیف ایک اہم اضافہ ہے۔

(۵)

نام کتاب : نور الدین زنگی

مؤلف : طالب ہاشمی

طباعت و کتابت : عمدہ

صفحات : ۳۳۲، قیمت : ۱۱ روپے

ناشر : قومی کتب خانہ، ریلوے روڈ لاہور

نور الدین محمود زنگی تاریخ اسلام کی ان ہستیوں میں سے ہیں جن پر مسلمان بجا طور پر ناز کر سکتے ہیں۔ حیرت ہے کہ بقول مؤلف کتاب ہذا اردو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

زبان میں نور الدین زنگی مرحوم پر کوئی کتاب نہ لکھی جاسکی۔ علامہ شبلی مرحوم نے ”ناموران اسلام“ کی سیرت نگاری کا پروگرام بنایا تو اس رجل عظیم کو شامل کیا۔ مگر قدرت نے انہیں اپنا منصوبہ مکمل کرنے کی مہلت نہ دی۔

آج ہمارے نوجوان ”اسلامی تاریخی ناولوں“ کے رسیا ہیں۔ جن میں مصنوعی جاذبیت پیدا کرنے کے لیے عشق و عاشقی کے قصے شامل کئے گئے ہیں۔ بظاہر قاری ان سے لطف اندوز تو ہوتا ہے مگر تاریخ کا صحیح شعور حاصل نہیں کر سکتا۔ ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ تاریخی واقعات بلا کم و کاست اور بغیر کئی بیشی کے پیش کر دیئے جائیں۔ طالب ہاشمی نے زیر تبصرہ تالیف میں اس پہلو پر خاص طور پر زور دیا ہے۔

جناب طالب ہاشمی نے ناموران اسلام کی سوانح شروع کر کے شبلی نعمانی کے مشن کو زندہ کیا ہے۔

(۶)

نام کتاب : تہافت الفلاسفہ (تلخیص و تفہیم)

مؤلف : مولانا محمد حنیف ندوی

طباعت : آفسٹ

صفحات : ۲۲۰ ، قیمت ۱۲ روپے

ناشر : ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور

مولانا محمد حنیف ندوی علمی و دینی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ان کی فکر انگیز تالیفات نے غور و فکر کے کئی گوشے وا کئے ہیں۔ امام غزالی کے افکار پر ان کی تین کتابیں، سرگذشتہ غزالی، افکار غزالی اور تعلیمات غزالی کے نام سے شائع ہو کر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

امام غزالی (م ۵۰۵ھ) نے برسوں تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ فلسفہ کی موٹا گافیوں اور ایں و آں میں مشغول رہے۔ پھر تحقیق کے داعیوں نے زہد و ورع کی طرف مائل کیا اور تقریباً دس سال تک حجاز، شام اور بیت المقدس کے شہروں اور ویرانوں میں گھومتے رہے۔ یہ عرصہ یونانی فلاسفہ کے افکار کے تجربے اور تنقید میں گزرا۔ بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ فلاسفہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

امام غزالی نے پہلے ”مقاصد الفلاسفہ“ لکھ کر یہ ثابت کیا کہ وہ جس گروہ کے مروجات کی تردید کرنا چاہتے ہیں ان کے علوم و معارف سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اس کے بعد ”تہافت الفلاسفہ“ لکھی جس میں ثابت کیا کہ فلسفہ یونانی میں اس درجہ تناقض و تضاد ہے کہ اس سے مابعد الطبعی حقائق کو قطعی ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

امام غزالی کے جواب میں ابن رشد نے یونانی فلاسفہ کا دفاع کیا اور ”تہافت التہافت“ کے نام سے جواب لکھا۔ ہر دو کتب فلسفہ یونان اور اسلامی علم کلام کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مولانا محمد حنیف ندوی صاحب نے ”تہافتہ الفلاسفہ“ کے بیس ابواب کی تلخیص و تفہیم کی ہے۔ زبان سادہ اپنائی ہے۔ تلخیص و تفہیم کے آغاز میں طویل مقدمہ ہے جس میں مولانا موصوف نے دلنشین انداز میں فلسفہ، اس کے مقتضیات اور یونانی فلاسفہ کے تعارف اور ان کے افکار پر مختصراً گفتگو کی ہے۔ امام غزالی اور ابن رشد کا تقابلی مطالعہ پیش کیا اور پُر زور محاکمہ لکھا ہے۔ ”تہافتہ الفلاسفہ“ کی اہمیت کے بارے میں کیا خوب لکھا ہے کہ اس میں فلسفہ و کلام کے وہ تمام مباحث سمٹ آئے ہیں جن پر صدیوں ہمارے ہاں بحثیں ہوتی رہی ہیں اور ہماری فکری کاوشوں کا مایہ ناز ذخیرہ ہیں۔

مقدمہ میں مولانا نے ایک سوال اٹھایا ہے کہ ”جزیرۃ العرب میں کیوں اس کثرت اور تسلسل کے ساتھ انبیاء مبعوث ہوئے یا خط یونان کو یہ شرف کیوں بخشا گیا کہ یہاں عقل و خرد کی اس درجہ ارزانی ہو۔“ (صفحہ ۵)

قاری اس سوال کا جواب چاہتا ہے۔ مولانا نے اس سلسلہ میں جغرافیائی اور تہذیبی اثرات کو چنداں اہمیت نہیں دی اس لیے بجا طور پر یہ توقع رکھی جاسکتی ہے کہ مولانا مثبت طور پر اس فکری خلش کو دور کریں گے۔

اُردو خواں طبقہ مولانا کی اس کتاب سے غزالی کی فکر باسانی سمجھ سکتا ہے۔

-----:-----